14

ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

زیر سرپرستی
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ
شیرانوالہ دروازہ لاہور

۱۸ ربیع الاول ۱۳۷۸ھ
۳ اکتوبر ۱۹۵۸ء

قیمت ۵ آنے

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین © لاہور

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

ریاکار قرآن خواں کی سزا کا بیان

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعوذوا باللہ من جب الحزن قالوا یا رسول اللہ وما جب الحزن قال وادٍ فی جھنم یتعوذ منہ جھنم کل یوم اربع مائۃ مرۃ قیل یا رسول اللہ ومن یدخلہا قال القراء المراؤن باعمالھم رواہ الترمذی وکذا ابن ماجۃ وزاد فیہ وان من ابغض القراء الی اللہ تعالیٰ الذین یزورون الامراء قال المحاربی یعنی الجورۃ

ابوہریرہؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پناہ مانگو تم اللہ سے غم کے کنوئیں سے۔ صحابہؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غم کا کنواں کیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا وہ ایک وادی (نالہ) ہے دوزخ میں جس سے دوزخ دن میں چار سو مرتبہ پناہ مانگتی ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا اس میں کون داخل ہوگا۔ فرمایا وہ قرآن پڑھنے والے جو اپنے اعمال کو دکھانے کے لئے کرتے ہیں۔ (ترمذی ابن ماجہ اور ابن ماجہ کی روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ خدا کے نزدیک مبغوض ترین وہ قاری (قرآن پڑھنے والے) ہیں جو امراء سے ملاقات کرتے ہیں۔ اس حدیث کے راوی محاربی نے کہا ہے کہ امراء سے مراد ظالم امرا ہیں۔

فتنہ کا بیان

عن زیاد بن لبید قال ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم شیئاً فقال ذاک عند اوان ذھاب العلم قلت یا رسول اللہ وکیف یذھب العلم ونحن نقرء القرآن ونقرءہ ابناءنا ویقرءہ ابناؤنا ابناءھم الی یوم القیمۃ فقال ثکلتک امک زیاد ان کنت لاراک من افقہ رجل بالمدینۃ اولیس ھذہ الیھود والنصاری یقرؤن التورٰۃ والانجیل لا یعملون بشیءٍ مما فیھما رواہ احمد وابن ماجۃ وروی الترمذی عنہ نحوہ وکذا الدارمی عن ابی امامۃ۔

زیاد بن لبیدؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی چیز کا ذکر فرمایا (یعنی ابتلاء اور فتنہ کا) اور پھر فرمایا کہ یہ اس وقت ہوگا جبکہ علم جاتا رہے گا۔ میں نے (یہ سنکر) عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علم کیونکر جاتا رہے گا۔ حالانکہ ہم قرآن کو پڑھتے ہیں۔ اور اپنے بچوں کو بھی قرآن پڑھائیں گے۔ وہ اپنے بچوں کو پڑھائینگے۔ اسی طرح یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہیگا۔ آپؐ نے فرمایا زیاد! تیری ماں تم کو گم کرے۔ میں تو مدینہ میں تجھ کو سمجھ دار انسان خیال کرتا تھا۔ کیا یہ یہود و نصاریٰ تورات اور انجیل کو نہیں پڑھتے ہیں۔ لیکن جو کچھ ان کتابوں کے اندر ہے۔ اس میں سے کسی چیز پر عمل نہیں کرتے۔

علم کو سیکھو اور سکھاؤ

عن ابن مسعود قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعلموا العلم وعلموہ الناس تعلموا الفرائض وعلموھا الناس تعلموا القرآن وعلموہ الناس فانی امرءٌ مقبوض والعلم سیقبض ویظھر الفتن حتی یختلف اثنان فی فریضۃٍ لا یجدان احداً یفصل بینھما رواہ الدارمی والدارقطنی

ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا۔ کہ علم کو سیکھو اور سکھاؤ۔ اور علم فرائض (فرض احکام کا علم یا علم فرائض) کو (بھی) سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ۔ سیکھو قرآن کو اور سکھاؤ لوگوں کو پس میں ایک شخص (ہوں) جو اُٹھایا جاؤں گا اور علم کو بھی عنقریب اُٹھالیا جائے گا اور فتنے ظاہر ہوں گے۔ یہاں تک کہ اختلاف کرینگے دو شخص ایک فرض چیز میں اور ایسا کوئی شخص نہ پائیں گے جو ان کے درمیان فیصلہ کرے۔ (یعنی علم اس قدر کم ہو جائے گا یا فتنے اس قدر بڑھ جائیں گے

پاک رہنا آدھا ایمان ہے

عن ابی مالک الاشعری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الطھور شطر الایمان والحمد للہ تملاء المیزان وسبحان اللہ والحمد للہ تملاٰن او تملاء ما بین السمٰوت والارض والصلوٰۃ نور والصدقۃ برھان والصبر ضیاء والقرآن حجۃ لک او علیک کل الناس یغدو فبائع نفسہ فمعتقھا او موبقھا رواہ مسلم وفی روایۃ لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر تملاٰن ما بین السماء والارض لم اجد ھذہ الروایۃ فی الصحیحین ولا فی کتاب الحمیدی ولا فی الجامع ولکن ذکرھا الدارمی بدل سبحان اللہ والحمد للہ۔

روایت ہے ابی مالک الاشعریؓ سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پاک رہنا آدھا ایمان ہے۔ اور الحمد للہ کہنا بھر دیتا ہے (اعمال کی) ترازو کو۔ اور سبحان اللہ والحمد للہ بھر دیتے ہیں آسمانوں اور زمین کے درمیان کو اور نماز نور ہے اور صدقہ دلیل ہے اور صبر روشنی ہے اور قرآن تیرے لئے یا تیرے اُوپر دلیل ہے۔ ہر شخص (جب) صبح کرتا ہے (یعنی صبح کو سو کر اُٹھتا ہے) تو اپنی جان کو (اپنے کاموں میں) بیچتا (لگاتا) ہے۔ پس آزاد کرتا ہے (اپنے کام میں کامیاب ہوکر) اپنی جان کو۔ یا ہلاک کرتا ہے (ناکام ہوکر)

اعمال حسنہ کا بیان

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا ادلکم علی ما یمحو اللہ بہ الخطایا ویرفع بہ الدرجات قالوا بلیٰ یا رسول اللہ قال اسباغ الوضوء علی المکارہ وکثرۃ الخطی الی المساجد وانتظار الصلوٰۃ بعد الصلوٰۃ فذلکم الرباط وفی حدیث مالک بن انس فذلکم الرباط فذلکم الرباط مرتین رواہ مسلم وفی روایۃ الترمذی ثلثاً

ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کیا نہ بتاؤں میں تم کو وہ چیز جو تمہارے گناہوں کو دُور کر دے۔ اور (جنّت میں) تمہارے درجات کو بڑھائے۔ صحابہؓ نے عرض کیا۔ ہاں یا رسول اللہ آپؐ نے فرمایا پُورا کرنا وضو کا بیماری یا تکلیف کی حالت میں۔ کثرت سے قدموں کا رکھنا (جانا) طرف مسجد کے اور ایک نماز کے بعد انتظار کرنا دوسری نماز کا۔ پس یہ ہے رباط۔ مالک ابن انس کی حدیث میں "یہ ہے رباط" کا لفظ دو مرتبہ آیا ہے اور ترمذی میں تین مرتبہ (مسلم۔ ترمذی)

وضو سے گناہ دُھل جاتے ہیں

عن عثمان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من توضأ فاحسن الوضوء خرجت خطایاہ من جسدہ حتی تخرج من تحت اظفارہ متفق علیہ۔

عثمانؓ کا بیان ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص وضو کرے اور ؎

؎ اچھی طرح کرے اس کے (تمام) گناہ اس کے جسم سے نکل جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ ناخنوں کے نیچے کے گناہ بھی

ہفت روزہ خدام الدین لاہور
جلد ۴ | جمعۃ المبارک ۱۸ ربیع الاول ۱۳۷۸ھ مطابق ۳ر اکتوبر ۱۹۵۸ء | شمارہ ۲۱

الجزائر کی آزاد حکومت

الجزائر کے حریت پسند باشندے اپنے ملک کو فرانس کی غلامی سے آزاد کرانے کے لئے نومبر ۱۹۵۴ء سے مسلسل سرگرم عمل ہیں۔ فرانس کا شمار دنیا کی چار بڑی طاقتوں میں ہوتا ہے۔ اس کے پاس کئی لاکھ فوج ہے۔ جو ہر قسم کے جدید ہتھیاروں سے لیس ہے۔ اس کے پاس بمبار طیارے ہیں۔ ٹینک ہیں۔ آرمرڈ فوج ہے۔ چھاتہ بردار فوج ہے۔ سمندری جنگی جہاز ہیں۔ اور یہ سب فوج شمع آزادی کے الجزائری پروانوں کو خاک و خون میں تڑپانے کے لیے استعمال کی جا رہی ہے۔ روزانہ سینکڑوں حریت پسند شہید ہوتے ہیں۔ ان کے گھروں پر بم برسائے جاتے ہیں۔ ان کی فصلوں کو تباہ و برباد کیا جاتا ہے۔ غرضیکہ ان پر چاروں طرف سے مصائب و آلام کے پہاڑ تقریباً چار سال سے توڑے جا رہے ہیں۔ لیکن ان کا شوقِ شہادت اور بڑھتا جا رہا ہے۔ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ الجزائری بہادر غلامی کی زندگی کے مقابلہ میں آزادی کی موت کو ترجیح دینے کا تہیہ کر چکے ہیں۔ جب کوئی قوم اس منزل پر پہنچ جاتی ہے۔ تو اس کو دنیا کی کوئی طاقت زیر نہیں کر سکتی۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو آزادی کی جنگ میں ثابت قدم رکھے اور جلد از جلد ان کے ملک کو فرانسیسی درندوں سے آزاد کرائے

ع ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

الجزائر میں آزادی کی جنگ برابر جاری ہے لیکن حال ہی میں اس جنگ نے نئی صورت اختیار کر لی ہے ایک طرف فرانس میں دہشت پھیلائی جا رہی ہے۔ اور دوسری طرف محاذ آزادی کے بعض رہنماؤں نے ۱۹ ستمبر ۱۹۵۸ء کو مصر کے دارالخلافہ قاہرہ میں الجزائر کی آزاد حکومت کے قیام کا اعلان کر دیا ہے۔ نئی حکومت کے اعلان کے فوراً بعد اکثر عرب اور اشتراکی ممالک نے اس کو تسلیم کر لیا۔ فرانس نے آزاد حکومت کو تسلیم کرنے والے ملکوں کو خبردار کیا ہے کہ ان کا یہ اقدام فرانس سے دشمنی کے مترادف سمجھا جائے گا۔ ہماری حکومت ابھی تک شش و پنج میں پڑی ہوئی ہے امریکہ نے نئی حکومت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ اور پاکستان کی موجودہ حکومت امریکہ کی مرضی کے خلاف کوئی قدم اٹھانے کے لئے تیار نہیں۔

ہم اپنی حکومت سے کئی دفعہ کہہ چکے ہیں کہ امریکہ اور برطانیہ کو بارہا آزمایا جا چکا ہے ؎ آزمودہ را آزمودن جہل است
ان پر اعتماد کرنا بے کار ہے۔ وہ کسی مشکل میں آپ کا ساتھ نہ دیں گے ان کو خوش کرنے کے لئے اسلامی ممالک کو ناراض کرنا عقلمندی نہیں۔ لیکن معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہر بار ہماری صدا بصحرا ثابت ہوئی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اسلامی ممالک میں پاکستان کا وقار دن بدن کم ہو رہا ہے۔ اس کو دوبارہ بلند کرنے کے لئے ضروری ہے کہ آئندہ عام انتخابات میں آپ اسلام کے سچے خیرخواہوں کو ووٹ دیں

ظلم کی انتہا

یوں تو کم سن لڑکوں اور لڑکیوں کے اغوا کے واقعات روزانہ اخبارات میں شائع ہوتے رہتے ہیں چند دن پیشتر پولیس نے مختلف مقامات سے اغوا شدہ کمسن لڑکوں کو حیدر آباد (سندھ) کے ایک نام نہاد یتیم خانہ سے برآمد کیا تھا۔ لیکن ماڈل ٹاؤن لاہور کا تازہ ترین واقعہ سب سے زیادہ اندوہناک ہے۔ اس واقعہ نے تو ثابت کر دیا کہ ہوسِ زر میں اشرف المخلوقات کہلانے والا انسان خونخوار درندوں سے بھی زیادہ وحشی بن جاتا ہے

اس واقعہ کی تفصیل جو اب تک اخبارات میں آ چکی ہے یہ ہے کہ ایک ۱۲ سالہ لڑکے کو جو اپنے ماں باپ کا اکلوتا بیٹا تھا۔ کسی نہ کسی بہانے اس کے گھر سے اغوا کر لیا گیا باپ نے بچہ کا پتہ بتلانے والے کے لئے ایک ہزار روپیہ کا اعلان کیا۔ اس اعلان کے بعد ایک روز کسی شخص نے ٹیلیفون پر باپ سے کہا کہ اگر وہ دس ہزار روپیہ دینے کے لئے تیار ہے تو اس کا لڑکا واپس کر دیا جائے گا۔ ٹیلیفون کرنے والے نے روپیہ کی ادائیگی کی جگہ اور وقت بھی بتلا دیا۔ ساتھ ہی باپ کو متنبہ کر دیا۔ کہ اگر پولیس کو اطلاع دی گئی تو لڑکے کو قتل کر دیا جائے گا۔ باپ دس ہزار روپیہ لے کر مقررہ جگہ پر پہنچا۔ لیکن پولیس کو ساتھ لے گیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ باپ کو مایوس لوٹنا پڑا ان درندوں نے اس کے معصوم بچہ کو قتل کر دیا بچہ کی لاش برآمد ہو چکی ہے۔ پولیس مصروف تفتیش ہے دو ملزم گرفتار ہو چکے ہیں اور تین مفرور ہیں۔

یہ غالباً اغوا کے لئے سخت سزا کا قانون پاس ہونے کے بعد پہلا واقعہ ہے ہمیں یقین ہے کہ ملزمان کو قرار واقعی سزا دی جائے گی۔ لیکن اس واقعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ اغواء کنندگان پر اس قانون کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ اس لئے ضرورت ہے کہ اس کا کوئی اور علاج بھی سوچا جائے۔ ہماری رائے میں آئین کو جلد از جلد صحیح معنوں میں نافذ کیا جائے۔ اور ملک کے قوانین کو کتاب و سنت کے ڈھانچہ میں ڈھالا جائے۔ عوام کو کتاب و سنت کے مطابق زندگی بسر کرنے کے لئے سہولتیں بہم پہنچائی جائیں بے حیائی کے اڈے بند کئے جائیں حرام کمائی کے ذرائع قانوناً بند کئے جائیں۔

دینی پرچوں کی ردّی

ہم نے پہلے بھی کئی دفعہ عرض کیا ہے کہ ہفت روزہ "خدام الدین" لاہور اور دوسرے اسلامی پرچوں کو جن میں قرآن مجید کی آیات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث درج ہوں۔ ردّی میں فروخت کر کے اللہ تعالیٰ اور حضورؐ کو ناراض نہ کریں۔ لیکن ہمیں متواتر شکایات موصول ہو رہی ہیں۔ کہ "خدام الدین" برابر ردّی میں فروخت ہو رہا ہے۔ ممکن ہے کہ دوسرے رسائل بھی بک رہے ہوں ہمیں یہ سن کر دکھ ہوتا ہے۔ کہ مسلمان چند ٹکوں کی خاطر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی ناراضگی مول لینے کو تیار ہیں۔

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

محسنِ انسانیت کی آمدِ سعید

(از جناب ماسٹر لال دین صاحب اخگر)

مبارک اہلِ عالم، رحمۃ اللعٰلمین آئے — مبارک اے مسلمانو! شفیع المذنبیں آئے

زہے قسمت! جنابِ آمنہ آغوش میں تیری — امام الاولیں آئے، امام الآخریں آئے

جہاں کی بستی بستی نورِ عرفاں سے منور ہے — امام الانبیاء آئے، سراج العارفیں آئے

فرشتے کہتے پھرتے ہیں چمن کے پتہ پتہ سے — مدینے کے حسیں آئے وہ مکہ کے امیں آئے

غلاموں کو مبارک ہو، یتیموں کو مبارک ہو — وہ کمبل پوش، فخر المرسلیں صحرا نشیں آئے

عبادت اُنکے ساتھ آئی شرافت اُنکے ساتھ آئی — امامت اُنکے ساتھ آئی وجاہت اُنکے ساتھ آئی

زہے تنویر کا عالم، زہے توقیر کی دنیا — نبوت اُنکے ساتھ آئی رسالت اُنکے ساتھ آئی

قبائل بھول جائینگے وہ خونریزی کے افسانے — رسولِ ہاشمی آئے، اخوت اُنکے ساتھ آئی

عرب کے گلہ بانوں کو جہانبانی مبارک ہو — یتیمِ آمنہ آئے، حکومت اُنکے ساتھ آئی

مبارک اے گروہِ جنّ و انساں رہنما آئے — سعادت اُنکے ساتھ آئی ہدایت اُنکے ساتھ آئی

نہیں ممکن بیاں کرنا کہ کیا کیا اُن کے ساتھ آیا
خدا نے ختم فرمایا وہ نعمت اُنکے ساتھ آئی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۱۱ ربیع الاوّل ۱۳۷۸ھ ہجری مطابق ۲۶ ستمبر ۱۹۵۸ء

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

فضائل سیّد المرسلین صلّی اللہ علیہ وسلم

کل مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میلاد کی مبارک تقریب منانے والے ہیں۔ اس لئے میں بھی آج اسی تقریب سعید کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ میں خطبۂ جمعہ بطور تبرک یا ثواب کی خاطر مت سُنا کیجئے۔ بلکہ بطور سبق سنا کیجئے اور اس میں سے عمل کا پہلو لیا کیجئے۔ بیشک جمعہ پڑھنے سے ثواب ملتا ہے لیکن ثواب اس وقت سمجھیں گے جس وقت اللہ تعالیٰ قبول فرما کر بہشت میں داخل فرما دیں گے۔ اگر اللہ تعالےٰ کا فضل شامل حال ہوگیا اور قبر بہشت کا باغ بن گئی تو سمجھیں گے کہ جمعے قبول ہوگئے اور یہ محض اللہ تعالےٰ کے فضل سے ہی ہو سکتا ہے۔

دُنیا میں ہم کام کرنے کے لئے آتے ہیں۔ اور اس کا حساب و کتاب قیامت کے دن ہوگا۔ میں کہا کرتا ہوں یہاں جو کچھ عرض کیا جائے اس کو دل کے کانوں سے سُنیں۔ اور لوح دل پر لکھ لے جائیں اور اسے عملی جامہ پہنائیں اور لحد قبر تک نبھائیں۔ اس کے بعد جب قبر میں جائیں اور اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے قبر کو بہشت کا باغ بنائیں۔ تب سمجھا جائیگا کہ جمعوں کے پڑھنے کا ثواب مل گیا۔

ہمارے نسب نامہ کی دو حیثیتیں

۱۔ جسمانی ۔ ۲۔ رُوحانی

جسمانی نسب سے مُراد ہے کہ کس باپ کے بیٹے ہیں اور کس دادا کے پوتے ہیں۔ اور رُوحانی نسب سے مُراد ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت ہیں۔

ہر انسان کی شرافت کا تقاضا یہ ہے۔ کہ وہ اپنے باپ دادا کی عزّت کا دھیان رکھے۔ اگر باپ دادا نیک تھے اور یہ بھی نیک ہے تو لوگ بڑی تعریف کرتے ہیں۔ اگر پوتا بدچلن آوارہ ہو جائے کبھی حوالات میں نظر آئے اور کبھی پولیس ہتھکڑی لگا کر لے جائے تو لوگ اس کو ننگِ خاندان کہیں گے۔ کیونکہ اس نے باپ دادا کی عزّت کو کھو دیا۔

اولاد کی تین قسمیں ہیں

۱۔ پُوت ۔ ۲۔ سپوت ۔ ۳۔ کپُوت

پُوت وہ ہیں جو باپ دادا کی عزّت کو نہ گھٹائیں اور نہ بڑھائیں بلکہ اس کو بحال رکھیں۔ جس طرح باپ شریف تھا اگر ملازم تھا تو معزّز عہدہ دار تھا۔ اگر تاجر پیشہ تھا تو بھی باعزّت مقام کا مالک تھا۔ اسی طرح بیٹا بھی اگرچہ ترقی تو نہیں کر سکا لیکن باپ کے وقار کو کم بھی نہیں کیا۔

سپوت وہ ہیں جو باپ دادا کی عزّت کو بڑھاتے ہیں۔ اور کپُوت وہ ہیں جو باپ دادا کی عزّت کو گھٹاتے ہیں۔ باپ دادا شریف تھے معزز تھے اور پوتا غنڈہ نکل آیا تو گویا اُس نے باپ دادا کی عزّت کو بٹہ لگا دیا۔ یہ کپوت ہے۔

نسب نامہ رُوحانی

جسمانی نسب کی طرح روحانی نسب بھی ہوتا ہے۔ جو شخص کلمہ طیّبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہے وُہ اپنا رُوحانی نسب نامہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملاتا ہے۔ اب یہ حضور انورؐ کی اُمّت ہونے کے لحاظ سے یا تو آپؐ کے دین کی عزّت بڑھائے گا یا اپنی بد اعمالی کی وجہ سے دین کی عزّت کو گھٹائے گا۔ اسی میں سب کچھ آ جاتا ہے۔ اگر ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی عزّت بحال رکھی تو ہم رسول اللہؐ کے سچے اور صحیح متبع کہلائیں گے۔ اور اسلام کا وقار بھی بدستور قائم رہے گا۔ اگر خدانخواستہ ہماری صورت سیرت حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہے۔ نہ خُدا سے ہمارا تعلق درست ہے۔ نہ قرآن سے تو ہم نے مسلمان کہلا کر دین کی توہین کی۔ اس صورت میں ہم مسلمان کہلا کر اسلام کی توہین کا باعث بن جائیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں وہ مسلمان مقبول ہوگا جو آپؐ کی عزت کو قائم رکھے گا۔

رُوحانی سپوت

صحابہ کرامؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رُوحانی سپوت تھے۔ اُن کے مرتبہ سے تو اب کوئی نہیں بڑھ سکتا۔ اُس زمانہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے۔ اور جبرائیل علیہ السلام پیغام لاتے تھے۔ عشرہ مبشرہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دُنیا میں بہشت کی خوشخبری سُنا دی تھی۔ اب حضورؐ دُنیا سے تشریف لے جا چکے ہیں۔ اور وحی کا دروازہ بند ہو چکا ہے۔ اگر ہم نے عبادات معاملات معاشرت سیاست اور گھریلو زندگی میں وہی پروگرام اپنایا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کا تھا تو گویا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزّت کو قائم رکھا۔ اور اگر ہم نے خلاف کیا تو گویا ہم نے حضور انورؐ کے محبوب اسلام کو نقصان پہنچایا۔

اہل سُنّت والجماعۃ

کا ایمان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم جنّت الفردوس کے وارث ہیں۔ آپؐ کے صحابہ کرامؓ بھی جنّت الفردوس کے وارث ہیں۔ ہم اہل سنت والجماعۃ کہلاتے ہیں۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ جو جماعت حضورؐ نے تیار کی تھی وہ ہمارے سلف تھے۔ اور ہم اُن کے خلف ہیں یعنی ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت اور صحابہ کرامؓ کے طریقہ کے پابند ہیں۔ لیکن عملاً اہل سُنّت والجماعۃ کہلانے والوں میں اکثر بے نماز ہیں۔ اُن کے وجود سے اسلام کی توہین ہو رہی

ان کو دیکھ کر غیر مسلم یہی سمجھیں گے کہ شاید اسلام میں اللہ تعالےٰ کی عبادت کا کوئی پروگرام نہیں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل

بیان کرنا بھی ایک بہت بڑی نیکی اور سعادت ہے۔ لیکن اگر ہم نے حضورؐ کے فضائل تو بیان کئے اور حال وہ نہ ہُوا تو ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو نقصان پہنچایا۔ اس سے غیر مسلم یقیناً یہی سمجھیں گے کہ ان کا اسلام ایسا ہی ہوگا۔

جتنے فضائل

آپ بیان کریں گے اتنا بوجھ آپ پر پڑے گا۔ اُمّت تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی کہلائیں اور حرکتیں وہ کریں کہ جن سے کافروں کو بھی شرم آئے۔ بعض مجہول باپ اور دادا کا نام نہیں بتلاتے ان میں اتنی شرافت ہوتی ہے کہ جب کوئی کمینہ حرکت سرزد ہو جائے تو اپنے باپ دادا کا نام نہیں بتلاتے۔ اسی طرح اگر اہل سنت والجماعت نام کہلا کر برائیوں سے باز نہیں آتے تو اہل سُنّت والجماعت کے نام کو بیجا استعمال کرنا بھی چھوڑ دینا چاہیئے۔

میرے پنجاب میں

اکثر مسلمان اسلام کی دانستہ توہین کرتے ہیں۔ رات کو کرتے ہیں بلکہ چوبیس گھنٹے کرتے ہیں۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ انگریز کے وقت میں بھی لاہور میں پانچ سو اڈے پرائیویٹ زنا کے تھے؟ اب ہیں کہ نہیں۔ یہ اخباری رپورٹ ہے۔ اور بڑی محتاط رپورٹ۔ محتاط کے معنی بڑی احتیاط سے لکھی جاتی ہے۔ نہایت ہی نپی تلی رپورٹ ہے۔

پاکستان کا سفیر

غیر ممالک میں جا کر نماز ایک نہ پڑھے رمضان شریف میں روزہ ایک نہ رکھے، بلکہ شراب کی پارٹیوں غیر محرم عورتوں سے ڈانس وغیرہ کی دعوتوں میں داد عیش دیتا پھرے تو وہ لوگ یہی سمجھیں گے کہ شاید اسلام کی تعلیم بھی یہی ہوگی۔

دُعا کیجئے

اللہ تعالےٰ ہمیں اسلام کی توہین کرنے سے بچائے۔ اور اسلام کی عزّت کو بحال رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

رات کا مشغلہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز عشاء سے پہلے سونے کو ناپسند فرماتے تھے اب مسلمانوں میں بعض ایسے لوگ بھی ہیں جن کا رات کا مشغلہ سنیما بینی اور دن کو حجام و حمام سے فارغ ہو کر سوٹ بوٹ پہن کر دفتر جانا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز عشاء کے بعد باتیں کرنے کو ناپسند فرماتے تھے۔ چہ جائیکہ سنیما میں جا کر دوسروں کی عورتوں کو دیکھیں پرائی عورت کو آنکھ اٹھا کر دیکھنا فسق ہے مرد غیر عورت کو دیکھے تو فاسق اور عورت یہ گناہ کرے اور غیر مرد کو جھانکے تو فاسقہ۔ فسق کا ترجمہ بدمعاشی ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ

(وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ) سورہ نور ع ۴ پ ۱۸

ترجمہ۔ ایمان والوں سے کہدو کہ وہ اپنی نگاہ نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کو بھی محفوظ رکھیں اور

(وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ)

ترجمہ۔ اور ایمان والیوں سے کہہ دو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی عصمت کی حفاظت کریں۔

حاصل یہ نکلا اگر نگاہ محفوظ نہیں رہے گی تو شرمگاہوں کا محفوظ رہنا بھی مشکل ہوگا۔

تیز الفاظ کا استعمال

اس لئے کہ رہا ہوں کہ شاید کسی کو توبہ کی توفیق نصیب ہو جائے گویا کہ جو عورتیں سنیما میں جاتی ہیں وہ اللہ تعالیٰ سے بغاوت کر رہی ہیں اور جو مرد سنیما میں جاتے ہیں وہ بھی اللہ تعالےٰ کے باغی ہیں۔ کیونکہ وہ مذکورالصدر حکم الٰہی کے مخالف ہیں۔ خداوند کریم اپنی ہر قسم کی نافرمانی سے محفوظ رکھے۔ اور سنیما کے فتنے اور شر سے مسلمانوں کو بچائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

فضائل سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا سَيِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَاَوَّلُ مَنْ يَّنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ وَاَوَّلُ شَافِعٍ وَّاَوَّلُ مُشَفَّعٍ رواہ مسلم

ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کے دن میں آدمؑ کی اولاد کا سردار ہوں گا۔ اور سب سے پہلے قبر سے میں اٹھونگا۔ اور سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا۔ اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَكْثَرُ الْاَنْبِيَاءِ تَبَعًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ يَّقْرَعُ بَابَ الْجَنَّةِ رواہ مسلم

ترجمہ۔ انسؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ قیامت کے دن سب سے زیادہ تعداد میرے تابعداروں کی ہوگی۔ اور میں سب سے پہلا شخص ہونگا جو بہشت کا دروازہ کھلوائے گا۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰتِیْ بَابَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَسْتَفْتِحُ فَيَقُوْلُ الْخَازِنُ مَنْ اَنْتَ فَاَقُوْلُ مُحَمَّدٌ فَيَقُوْلُ بِكَ اُمِرْتُ اَنْ لَّا اَفْتَحَ لِاَحَدٍ قَبْلَكَ رواہ مسلم

ترجمہ۔ انسؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کے دن میں بہشت کے دروازہ پر جاؤں گا۔ اور اُس کو کھلواؤں گا۔ بہشت کا دربان کہے گا۔ آپ کون ہیں۔ پھر میں کہونگا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں۔ پھر کہیگا۔ مجھے آپ ہی کے متعلق حکم دیا گیا تھا۔ کہ آپ سے پہلے کسی کے لئے نہ کھولوں۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَوَّلُ شَفِيْعٍ فِی الْجَنَّةِ لَمْ يُصَدَّقْ نَبِیٌّ مِّنَ الْاَنْبِيَاءِ مَا صُدِّقْتُ وَاِنَّ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ نَبِيًّا مَا صَدَّقَهُ مِنْ اُمَّتِهٖ اِلَّا رَجُلٌ وَّاحِدٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

ترجمہ۔ انسؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں سب سے پہلا شخص ہوں جو بہشت میں سفارش کروں گا یعنی اپنی اُمّت کو جنّت میں داخل کرنے کی سفارش کروں گا۔ اور انبیاء میں سے کسی نبی کی اتنی تصدیق نہیں کی گئی جتنی میری (یعنی میری نبوّت و رسالت کی تصدیق کرنے والوں کی تعداد سب سے زیادہ ہے) اور انبیاء میں سے ایک نبی ایسے ہیں جن کی تصدیق صرف

ایک مرد نے کی ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَثَلِیْ وَمَثَلُ الْاَنْبِیَاءِ کَمَثَلِ قَصْرٍ اُحْسِنَ بُنْیَانُهٗ تُرِكَ مِنْهُ مَوْضِعُ لَبِنَةٍ فَطَافَ بِهِ النُّظَّارُ یَتَعَجَّبُوْنَ مِنْ حُسْنِ بُنْیَانِهٖ اِلَّا مَوْضِعَ تِلْكَ اللَّبِنَةِ فَكُنْتُ اَنَا سَدَدْتُ مَوْضِعَ اللَّبِنَةِ خُتِمَ بِیَ الْبُنْیَانُ وَخُتِمَ بِیَ الرُّسُلُ وَفِیْ رِوَایَةٍ فَاَنَا اللَّبِنَةُ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ

متفق علیہ۔

ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اور دوسرے انبیاءؑ کی مثال اس قصر کی سی ہے۔ جس کی عمارت یا دیواریں نہایت عمدہ ہوں۔ لیکن دیوار میں ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی گئی ہو۔ پھر لوگوں نے اس کے گرد پھر کر عمارت کو دیکھا (اور اس کی خوبی سے خوش ہوئے) لیکن ایک اینٹ کی جگہ خالی دیکھ کر تعجب و حیرت میں رہ گئے۔ اس اینٹ کی جگہ کو بھرنے والا ہوں۔ اور میں اس عمارت کو پورا کرنے والا ہوں۔ اور میں ہی انبیاء کا خاتم ہوں اور ایک روایت میں ہے کہ میں ہی وہ اینٹ ہوں۔ اور میں ہی نبیوں کے سلسلے کو ختم کرنے والا ہوں۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُعْطِیْتُ خَمْسًا لَمْ یُعْطَهُنَّ اَحَدٌ قَبْلِیْ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِیْرَةَ شَهْرٍ وَجُعِلَتْ الارض سجدًا وطهورًا فایما رجل من امتی ادرکتہ الصلوٰۃ فلیصل وَاُحِلَّتْ لِیَ الْمَغَانِمُ وَلَمْ تَحِلَّ لِاَحَدٍ قَبْلِیْ وَاُعْطِیْتُ الشَّفَاعَةَ وَكَانَ النَّبِیُّ یُبْعَثُ اِلٰی قَوْمِهٖ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ اِلَی النَّاسِ عَامَّةً متفق علیہ۔

جابرؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجھے پانچ چیزیں دی گئی ہیں۔ جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں۔ ایک تو مجھ کو فتح دی گئی۔ ایک مہینہ کی راہ کی دوری پر رعب سے (یعنی ایک مہینہ کی مسافت کی دوری پر رہنے والے دشمن کے دل میں بھی میرا ڈر پایا جاتا ہے) دوسری ساری زمین کو میرے لئے مسجد اور پاک قرار دیا گیا ہے۔ (یعنی میری امّت میں سے جو شخص جہاں نماز کا وقت پائے۔ اگر پانی نہ ہو تو تیمم کرکے نماز پڑھ لے) تیسری میرے لئے مال غنیمت کو حلال قرار دیا گیا ہے۔ جو مجھ سے پہلے کسی کو حلال نہ تھا۔ چوتھی مجھ کو شفاعت کا مرتبہ دیا گیا۔ (یعنی شفاعتِ کبریٰ۔ جو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص ہے) پانچویں۔ مجھ سے پہلے ہر نبی کو خاص طور پر اپنی قوم کے لئے بھیجا جاتا تھا۔ اور مجھے ساری دنیا اور تمام قوموں کے لئے بھیجا گیا ہے۔

بعد از خدا بزرگ توئی قصّہ مختصر

اے رحمۃٌ للعالمین ہم آپ کو خدا تو نہیں مانتے۔ لیکن خدا کے بعد کسی کو آپ جیسا بھی نہیں سمجھتے۔ نہ آسمان پر کوئی فرشتہ اور نہ زمین پر کوئی پیغمبر آپ کے رتبہ کو پہنچ سکتا ہے۔

احادیث مبارکہ

میں آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل ملاحظہ کر چکے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تو یہ شان ہے کہ وہ تمام محاسن میں سب سے بلند مرتبہ پر ہیں۔ اور آج ہمارا یہ حال ہے کہ صرف ایک شہر لاہور میں پانچ ہزار بدمعاشی کے اڈے ہیں۔

حکومت سے عرض کرتا ہوں

نظام حکومت میرے حوالے کردو۔ تنخواہیں تم کھاؤ۔ الاؤنس تم لو۔ مجھے صرف اختیار دیدو۔ میں ایک پیسہ بھی حکومت کے خزانہ سے لینا حرام سمجھتا ہوں۔ پھر دیکھو کہ ایک دن میں لاہوریوں کا دماغ درست ہوتا ہے کہ نہیں۔ شادی شدہ زانی کی باولے کتّے کی طرح جان لینگے۔ اور غیر شادی شدہ زانی کو سو درّے لگاکر اس کے باپ کے گھر بھیج دینگے۔ کہ وہاں بیٹھ کر زخموں کی مرہم پٹی کرائے۔

آپ اندازہ لگائیں

کہ جس شہر میں رات کو زنا کے پانچ ہزار اڈّے ہوں تو کیا اس شہر پر خدا کا غضب نازل نہ ہو رہا ہوگا۔ اگر لاہور کے مختلف پانچ ہزار مقامات پر آگ لگ جائے تو یہی کہا جائے گا کہ سارا لاہور جل رہا ہے۔ اگر حکومت شرعی حدود جاری کردے تو پاکستان میں ایک بھی زنا کا اڈہ نہیں رہ سکتا۔

میں کسی کی

ذات کا مخالف نہیں ہوں۔ البتہ مخالفِ شریعت کے کردار کا مخالف ہوں۔ کھری باتیں اس لئے کہتا ہوں کہ قیامت کے دن تم یہ نہ کہہ سکو کہ اے اللہ ہم عالم نہیں تھے۔ اور تیرے کسی بندے نے ہمیں تیرا پیغام نہیں پہنچایا تھا۔ میں تمہاری خیر خواہی کر رہا ہوں۔ اللہ تعالےٰ تمہیں ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

کابل میں چور

کے دونوں ہاتھ کاٹ دیئے جاتے ہیں۔ حالانکہ شریعت کا حکم ہے کہ ایک ہاتھ کاٹا جائے اور زانی کو ایک قلعہ سے باندھ کر اوپر سے بہت بڑی دیوار گرا کر چور چور کر دیتے ہیں۔ کیونکہ پٹھان ذرا متشدّد مزاج ہے اس کا اثر یہ ہے کہ وہاں نہ چوری ہوتی ہے اور نہ زنا و اغوا کے واقعات منظرِ عام پر آتے ہیں۔

دُعا

اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا سچّا اُمّتی بنا کر اس دُنیا سے اُٹھائے۔

ضروری گزارش

۱۔ مضمون نگار حضرات اپنے مضامین کاغذ کی ایک طرف اور خوشخط لکھا کریں۔ بعض اہم مضامین محض خوشخط نہ ہونے کی وجہ سے شریکِ اشاعت نہیں ہوسکتے۔

۲۔ ایجنٹ حضرات اپنے بلوں کی ادائیگی جلد از جلد کر دیا کریں۔ ادائیگی میں تاخیر فریقین کے لئے ہرگز ہرگز مفید نہیں ہوسکتی۔

۳۔ مستقل خریداران خط وکتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔ بصورت دیگر عدم تعمیل کی شکایت بیجا ہوگی۔

۴۔ جواب طلب امور کے لئے واپسی کارڈ یا لفافہ ارسال فرمائیں۔

۵۔ پرچہ نہ ملنے کی اطلاع ایک ہفتہ کے اندر آنی ضروری ہے۔ دیر سے اطلاع ملنے پر پرچہ روانہ نہ ہوگا۔

۶۔ آپ کی چٹ پر سرخ نشان× کا مطلب یہ ہے۔ کہ آپ کا چندہ ختم ہے۔ اس لئے اس کارِ خیر کو جاری رکھتے ہوئے مزید چندہ بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمائیں۔ یا ہمیں بذریعہ وی پی آخری شمارہ بھیجنے کی اجازت بخشیں۔ (مینیجر)

مجلسِ ذکر، منعقدہ جمعرات مورخہ ۱۰ ربیع الاول ۱۳۷۸ھ مطابق ۲۵ ستمبر ۱۹۵۸ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی۔

انسان کب سمجھے کہ میری تکمیل ہو گئی ہے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ۔

اما بعد میں ہمیشہ عرض کیا کرتا ہوں کہ ہم یہاں باطن کی اصلاح کے لئے جمع ہوتے ہیں چوں کہ ہر مجلس میں بعض احباب نئے ہوتے ہیں اس لئے مجھے بعض چیزیں بار بار عرض کرنی پڑتی ہیں دعا کیجئے کہ اللہ تعالےٰ میری اور آپ کی باطن کی اصلاح فرمائے۔ اگر باطن کی اصلاح ہو جائے ظاہر کی اصلاح ہو نہ ہو۔ تو ایسا انسان اللہ تعالےٰ کے ہاں مقبول ہے۔ اللہ تعالےٰ کے ہاں ظاہر کی اصلاح کی کوئی قیمت نہیں۔ اگر ظاہر کی اصلاح ہو جائے اور باطن کی اصلاح نہ ہو تو ایسا انسان اللہ تعالےٰ کے ہاں مقبول نہیں۔

میں اہالیانِ لاہور سے کہا کرتا ہوں کہ بعض اللہ کے بندے ایسے ہوتے ہیں کہ تم اُن کے منہ پر تھوکنا بھی پسند نہ کرو۔ لیکن ان کے ہونے پر اللہ تعالےٰ کی اتنی رحمت برستی ہے۔ کہ تمہارے ٹوپوں پر جس کو تم ہیٹ کہتے ہو اُنا پر بھی نہیں برستی ہے۔ کیوں کہ ان کے باطن کی اصلاح ہو چکی ہے اور تمہاری نہیں ہوئی۔ بارش جب ہوتی ہے تو سر پر ٹوپی بھی بھیگ جاتی ہے۔ جسم کے کپڑے بھی بھیگ جاتے ہیں۔ اور پاؤں میں جوتا بھی تر ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جب کسی اللہ کے بندے کے وجود پر اللہ تعالےٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔ تو اُس کے جوتے پر بھی پڑتی ہے ایک شخص بظاہر اپ ٹوڈیٹ (Up to date) جنٹلمین ہو۔ اگر اندر ایمان نہیں ہے تو وہ پکا بے ایمان ہے۔ اور سیدھا دوزخ میں جائیگا حدیث شریف میں یہ مضمون آتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَاَمْوَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَّنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَاَعْمَالِکُمْ (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ تعالےٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے مالوں کو نہیں دیکھتا۔ بلکہ تمہارے دلوں اور تمہارے عملوں کو دیکھتا ہے۔

میں عرض کر رہا تھا۔ کہ ہم یہاں اس لیئے آتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری اندر کی اصلاح فرما دیں قرآن مجید اور حدیث شریف میں اندر کے امراض کا ذکر آتا ہے۔ ان امراض کے معالج اولیاء کرام ہوتے ہیں۔ جسمانی امراض کے حاذق الملک اِدھر صفر محض ہوتے ہیں علیٰ ھذا القیاس ڈاکٹر بھی اندر کی بیماریوں سے ناآشنا ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو امراضِ روحانی سے شفا یاب ہو کر دنیا سے جانے کی توفیق عطا فرماوے۔

آمین یا الٰہ العالمین ؛

علمائے کرام کتاب و سنّت کی روشنی میں ان امراض کی زبانی اطلاع دیتے ہیں۔ اور صوفیائے عظام ان کا علاج کرتے ہیں۔ وہ ہستی فنا کر دیتے ہیں۔ "میں" مر جائے تو انسان کی ساری شوخی ختم ہو جاتی ہے۔ پھر کسی سے کوئی جھگڑا نہیں رہتا۔ "میں" نہ مرے تو نوکر کے ذرا دیر کرنے پر میاں صاحب جھٹ اُس کو حرامزادہ کی گالی دیتے ہیں۔ سب گناہ اَنا (میں) کراتی ہے۔ شریعت کیا سکھاتی ہے ؛

وَمَا اَصَابَکُمْ مِّنْ مُّصِیْبَۃٍ فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ وَیَعْفُوْا عَنْ کَثِیْرٍ ط (سورہ الشوریٰ رکوع ۴ پ ۲۵)

ترجمہ: اور تم پر جو مصیبت آتی ہے تو وہ تمہارے ہی ہاتھوں کے کیئے ہوئے کاموں سے آتی ہے اور وہ بہت سے گناہ معاف کر دیتا ہے ؛

فارسی میں اس کو کسی نے یوں بیان کیا ہے ؎

آنچہ بر ماست از ماست

لیکن انسان بعض اوقات کرتا کہیں ہے اور بھرتا کہیں ہے۔ ایک شخص دوسرے کو اپنے گاؤں میں قتل کرتا ہے۔ لیکن پھانسی کی سزا لاہور سنٹرل جیل میں پاتا ہے۔ قتل کلہاڑی سے کیا اور سزا پھانسی کے پھندے کی شکل میں لی۔ چور نے چوری کہیں کی اور قید کی سزا جیل میں پائی۔ یہ سب کچھ "میں" ہی کراتی ہے۔ یہ مجلس اسی لیئے منعقد کی جاتی ہے۔ کہ کتاب و سنّت کی روشنی میں امراضِ روحانی کی اطلاع دی جائے اس کے بعد اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو اُن کا علاج کرنے اور ان سے شفا یاب ہو کر دنیا سے جانے کی توفیق عطا فرمائیں ؛

(آمین یا الٰہ العالمین)

علمائے کرام اور صوفیائے عظام میں بعض کھرے اور بعض کھوٹے ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کا اس کے متعلق اعلان ہے۔ وَمِنْ کُلِّ شَیْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَیْنِ الآیۃ (سورہ الذاریات رکوع ۳ پ ۲۷)

ترجمہ: (اور ہم نے ہی ہر چیز کا جوڑا پیدا کیا) بعض آدمیوں کو بولنے کی مشق ہوتی ہے۔ حالانکہ وہ کتاب و سنّت کے عالم نہیں ہوتے وہ "پکی روٹی" پڑھ کر ایسا وعظ کرتے ہیں۔ کہ اکثر عالم بھی نہیں کر سکتے۔ یہ کھوٹے عالم ہیں۔ ان کے پیش نظر روپیہ کمانا ہوتا ہے۔ لوگوں کی ہدایت مقصود نہیں۔ اسی طرح بعض کھوٹے پیر محض روپیہ کمانے کے لیئے مریدوں کے ہاں جاتے ہیں۔ ان کو پتہ ہی نہیں کہ مرید کیوں بھٹکے ہیں۔ اور ان پیروں کو بھی کتاب و سنّت کا کوئی علم نہیں ہوتا۔ میں کہا کرتا ہوں کہ اگر شیخ کامل ہو۔ اور طالب صادق ہو تو شیخ کامل کی صحبت میں آہستہ آہستہ رنگ چڑھ جاتا ہے۔ طالب صادق کے متعلق بھی عرض کیا کرتا ہوں۔ کہ طالب صادق وہ ہے جس کا شیخ کامل سے عقیدت۔ ادب اور اطاعت کا کنکشن ہو۔ حضرت امروٹی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خادم کا واقعہ کئی دفعہ عرض کیا کرتا ہوں وہ جاہل مطلق تھا۔ حاجی اللہ ورایا اس کا نام تھا۔ ایک دفعہ میری موجودگی میں ایک شخص نے حضرتؒ سے شکایت کی کہ دارالحفاظ کے بچے دوپہر کے وقت کچی کھجوریں توڑ کر کھاتے ہیں۔ حضرتؒ نے حاجی اللہ ورایا سے فرمایا اللہ ورایا! ان بدمعاشوں کو پکڑ کر لاؤ کہ ان کو سزا دوں۔ وہ بلا ساختہ عرض کرتا ہے کہ حضرت! سب سے بڑا بدمعاش تو میں ہوں۔ حضرتؒ خاموش ہو گئے۔ اُس نے آپؒ کی طبیعت کا رُخ پھیر دیا۔ یہ ہے ہستی کا فنا ہو جانا۔ یاد رکھو کہ اللہ والوں کی خدمت کرنا ہے۔ وہ اس کا اس کو ضرور بدلہ دیتے ہیں۔ دنیا دار خدمت کا بدلہ دیں یا نہ دیں۔ حاجی اللہ ورایا حضرتؒ کا بے دامون کا غلام تھا۔ حضرتؒ نے اس کی ہستی مسل

کر اس کو انسان بنا دیا تھا

صدقے میں تیرے ساقی مشکل آسان کر دے
ہستی میری مٹا دے خاک بجان کر دے

امراضِ جسمانی کی طرح امراضِ روحانی بھی بےشمار ہیں۔ علمائے کرام کو کتاب و سنت کے ذریعہ اُن کا علم تو ہوتا ہے۔ لیکن وہ خود بھی ان سے شفایاب نہیں ہوتے۔ اگر وہ امراضِ روحانی سے شفایاب ہوتے تو ان میں آپس میں لڑائیاں کیوں ہوتیں؟

یہ تو تمہید ہی تھی آج کی معروضات کا عنوان ہے۔ انسان کب سمجھے کہ میری تکمیل ہو گئی ہے۔ جب زندگی کا نصب العین محض رضائے الٰہی ہو جائے۔ تو سمجھو کہ انسان کی تکمیل ہو گئی۔ اس کا ذکر اس آیت میں آتا ہے۔ قُلْ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ○ (سورۃ الانعام رکوع ۲۰ پ ۸)

ترجمہ:۔ کہہ دو بیشک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لئے ہے۔ جو سارے جہان کا پالنے والا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا تھا اور میں سب سے پہلا فرماں بردار ہوں)

انسان رضائے الٰہی میں ایسا فنا ہو جائے کہ نہ صرف عجز بلکہ اپنا وجود بھی بھول جائے۔ نہ کوئی دوست رہے اور نہ کوئی دشمن رہے۔ ہر کام میں رضائے الٰہی مقصود مطلوب اور محبوب ہو جائے۔ کھانا اس لئے کھائے کہ طبیعت میں ضعف نہ پیدا ہو تاکہ نماز کی ادائیگی میں خلل نہ آئے۔ گرم کپڑے اس لئے بنائے کہ نفس سردی کا بہانہ نہ بنائے کہ باہر اتنی سردی ہے۔ نماز کے لئے کیسے جاؤں یہ چیز کوشش سے پیدا ہو جاتی ہے۔ اب تصویر کا دوسرا رُخ ملاحظہ ہو۔ اکثر مسلمان اس لئے اچھے کپڑے بناتے ہیں۔ کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ غریب ہو گئے ہیں۔ یہ ریاء ہے۔ جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوٹا شرک فرمایا ہے۔

عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِیْدٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلَیْکُمُ الشِّرْکُ الْاَصْغَرُ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا الشِّرْکُ الْاَصْغَرُ قَالَ اَلرِّیَاءُ (رواہ احمد)

ترجمہ:۔ حضرت محمود بن لبیدؓ سے روایت ہے۔ کہ بےشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں جس چیز سے تمہارے متعلق ڈرتا ہوں وہ چھوٹا شرک ہے۔ صحابہ رضؓ نے عرض کی۔ یا رسول اللہؐ چھوٹا شرک کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ریاء)

اسلام صاف ستھرا لباس پہننے سے نہیں روکتا۔ اس کے متعلق حضور فرماتے ہیں۔ لِیُرٰی اَثَرُ نِعْمَتِہٖ ط

ترجمہ:۔ تاکہ اس (اللہ) کی نعمت کا اثر اس (انسان) پر ظاہر ہو۔)

میرا دل بارہا چاہتا ہے کہ سنّت کے مطابق دھجیاں لگا کر کپڑے پہنوں۔ لیکن اس ڈر سے نہیں پہنتے۔ کہ اس کو سوال نہ سمجھا جائے۔ اور لوگ یہ نہ کہیں کہ مولوی صاحب غریب ہو گئے ہیں۔ ان کو کپڑے بنا دو۔ یہ بھی رضائے الٰہی ہے۔

ایک سوال قالی ہوتا ہے۔ اور دوسرا حالی۔ قالی سوال تو یہ ہے کہ زبان سے انسان اپنی حاجت بیان کر کے سوال کرے۔ حالی سوال یہ ہے۔ کہ منہ سے تو کچھ نہ کہے۔ لیکن شکل ایسی بنالی جائے کہ لوگ سائل سمجھ کر خود بخود کچھ دے دیں۔

اب ذرا گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیے۔ کتنے ہیں۔ جن کو یہ نعمت نصیب ہے۔ اکثریت ان کی ہے جو لڑکیوں کو اس لئے جہیز دیتے ہیں کہ برادری میں بدنامی نہ ہو۔ لڑکے والے دلہن کے لئے زیورات اور کپڑے اس لئے بنواتے ہیں کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ غریب ہو گئے ہیں۔ کہیں اللہ تعالےٰ کا نام بھی درمیان میں آیا ہے۔؟

لڑکی اور لڑکے والے دونوں کو دنیا مقصود ہوتی ہے۔ برات کے ساتھ باجا کس لئے لاتے ہیں۔؟ کیا اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا مقصود ہوتا ہے۔؟ ہرگز نہیں۔ سب کچھ دکھلاوے کے لئے کرتے ہیں۔ اب تو چند سال سے لاہوری برات کے آگے بم کے گولے بھی چلانے لگے ہیں۔ یہ شیطان نے انہیں تازہ سبق پڑھایا ہے۔ یہ سب فضول خرچی ہے۔ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا ط اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ ط وَکَانَ الشَّیْطٰنُ لِرَبِّہٖ کَفُوْرًا ط (سورہ بنی اسرائیل رکوع ۳ پ ۱۵)

ترجمہ:۔ اور مال کو بےجا خرچ نہ کرو بےشک بےجا خرچ کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں۔ اور شیطان اپنے ربّ کا ناشکر گزار ہے۔)

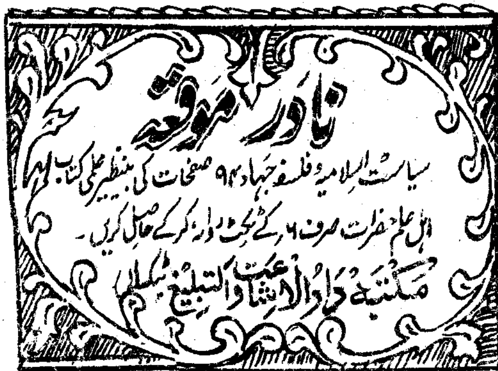
اللہ تعالےٰ قیامت کے دن تم سے بازپُرس کرے گا۔ کہ میں نے تم کو دولت اس لئے دی تھی کہ بم کے گولے چلاؤ۔ آپ گمراہی کے راستے پر جا رہے ہیں۔ اس لئے میں تنبیہ کر رہا ہوں۔ آپ کی شادیوں میں ایک نکاح اسلامی ہوتا ہے۔ باقی سب کفر کی رسمیں ہوتی ہیں۔ گھوڑی سہرا، دولہا کے سر پر دوپٹہ، پیچھے سرالا باجا، یہ سب کافروں کی رسمیں ہیں یہ اتمام حجت ہو رہا ہے۔ کرو گے تو بچو گے۔ ورنہ پھنس جاؤ گے۔

اللہ تعالےٰ قیامت کے دن تم سے پوچھے گا۔ کہ میں نے اپنے ایک بندے کی زبانی اپنا پیغام تم کو پہنچا دیا تھا۔ تم نے اس پر عمل کیوں نہیں کیا۔ اللہ تعالےٰ آپ کو اس لئے یہاں لایا ہے۔ کہ آپ کو امراضِ روحانی سے آگاہی حاصل ہو جائے۔ اور آپ دنیا سے ان سے شفایاب ہو کر جائیں۔

اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو اس وقت دنیا سے اٹھائیں جب ہم امراضِ روحانی سے شفائے کامل پالیں۔ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ مکمل انسان وہ ہے۔ جس کا ہر عمل رضائے الٰہی میں فنا ہو۔ تکمیل کا درجہ یہ ہے کہ ہر کام میں نیّت اللہ تعالےٰ کی رضا بنالی جائے۔ پھر ہر کام عبادت ہو جائے گا۔

حضورؐ کا ارشاد ہے اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ ط

ترجمہ:۔ سوائے اس کے نہیں کہ اعمال کا مدار نیّت پر ہے۔



پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا پیام تمام اقوام کے نام

(از جناب مولانا احمد صاحب ایم اے فاضل دیوبند لکھنؤ)

گزشتہ سے پیوستہ

مَیں نے جب تبلیغ رسالت کا آغاز کیا تو میرے پاس کوئی مادی قوت نہیں تھی۔ نہ دولت تھی۔ نہ حکومت۔ نہ لشکر۔ صرف صداقت اور اس کے لئے ہر مصیبت برداشت کرنے کی طاقت تھی۔ اللہ نے مجھے حکم دیا کہ

(جَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا)

سورہ الفرقان رکوع ۵ پارہ ۱۹

اس (قرآن) کے ذریعہ سے ان سے بڑا جہاد کرو۔

چنانچہ میں نے قرآن کو اپنا حربہ بنایا اور اس سے ہر مخالف کا مقابلہ کیا۔ اس کے سامنے کفّار کی ہر تلوار بیکار ہو گئی۔ اس سے مَیں نے دلوں کو مسخّر کیا۔ میرے ساتھی بڑھنے اور مخالف گھٹنے لگے۔ تائیدِ ایزدی مجھے حاصل ہُوئی اور کفر و شرک کی تاریکی آفتاب رسالت کی تاب نہ لاکر غائب . . . . . ہو گئی اور دُنیا نے

(جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا) سورہ بنی اسرائیل رکوع ۹ پارہ ۱۵

حق آگیا اور باطل غائب ہو گیا۔
بے شک باطل غائب ہی ہوا کرتا ہے

اور

(يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا)

سورہ النصر پارہ ۳۰

ترجمہ۔ لوگ اللہ کے دین میں جوق در جوق داخل ہوتے ہیں)۔ کا مشاہدہ کرایا۔

یہ مادیّت پر روحانیّت کی فتح تھی جس میں مادی وسائل کو کوئی دخل نہیں تھا۔ کیونکہ مخالفوں کے پاس مادی وسائل مجھ سے کہیں زیادہ تھے۔

دنیوی فاتح مفتوحہ علاقہ میں داخل ہو کر اسے تباہ اور اس کے باشندوں کو ذلیل اور ہلاک کرتے ہیں۔ لیکن مفتوحین کے ساتھ میرا سلوک فاتحانہ نہیں بلکہ پدرانہ اور برادرانہ تھا۔ جس کی سب سے نمایاں مثال فتح مکّہ ہے۔ جس میں مَیں نے حسب عادت انتقام کی قدرت رکھنے کے باوجود اپنے مغلوب جانی دشمنوں کو نہ صرف معاف کیا۔ بلکہ پناہ دی اور ہر ممکن طریقہ سے ان کی عزّت افزائی کی۔ میرے بڑے سے بڑے دشمن اور نکتہ چین بھی اس واقعہ کو دُنیا کی تاریخ میں عدیم المثال تسلیم کرتے ہیں میں اپنے ذاتی معاملات میں ہمیشہ عفو سے کام لیتا تھا۔

مجھ سے پہلے جنگ میں انسانیت سوز وحشت اور درندگی کا مظاہرہ کیا جاتا تھا ہر قسم کے ہولناک اور لرزہ خیز مظالم کو جائز سمجھا جاتا تھا۔ دشمن کے ساتھ انسانی سلوک کرنے کا تصوّر بھی نہ تھا بُوڑھوں۔ بچّوں اور عورتوں کو بھی بلا امتیاز بیدردی سے قتل کیا جاتا تھا۔ شہری آبادی بھی رحم کی مستحق نہیں سمجھی جاتی تھی۔ بے پناہ بستیوں کو لوٹا اور جلایا جاتا تھا۔ زندوں پر رحم کرنا تو در کنار لاشوں کا مُثلہ کیا جاتا تھا۔ اور ان کی کھوپڑیوں میں شراب پی جاتی تھی۔ مَیں نے ان تمام وحشیانہ افعال کی اصلاح کی اور جنگ کو ذاتی تحفّظ۔ ازالۂ ظلم اور قیامِ امن کا ذریعہ قرار دیا۔ چنانچہ میرے تمام غزوات مدافعانہ تھے۔ جن میں دشمنوں پر ذرّہ بھر زیادتی نہیں کی گئی۔ بلکہ احسان کیا گیا۔ مَیں نے سپاہ کو ہدایت کی کہ جنگ میں خیانت اور بدعہدی سے کام نہ لو۔ مُثلہ نہ کرو۔ عورتوں۔ بچّوں۔ بُوڑھوں اور لڑائی سے تعلق نہ رکھنے والے راہبوں پر ہاتھ نہ اُٹھاؤ۔ جانوروں کو بھی بے ضرورت ہلاک نہ کرو۔ میوہ دار درختو اور کھیتوں کو نقصان نہ پہنچاؤ۔ جنگ کی ابتدا نہ کرو۔ اگر غنیم صلح پر آمادہ ہو تو صلح کر لو۔

میری صلح پسندی اور خونریزی سے نفرت کی یہ کیفیّت تھی کہ حدیبیہ میں مَیں نے کفّار مکّہ سے بظاہر دب کر ایسے وقت میں صلح کر لی جبکہ مَیں کافی فوج جمع کر کے ان پر کاری ضرب لگا سکتا تھا۔ میرے دین کا نام ہی اسلام ہے۔ جس کا مفہوم امن اور صلح ہے۔ مَیں نے لوگوں میں صلح کرانے اور باہمی تعلقات کی اصلاح کو نماز۔ روزہ اور خیرات سے بہتر قرار دیا۔

لوگ اپنوں کے ساتھ عدل نہیں کرتے۔ لیکن مَیں نے دشمنوں کے ساتھ بھی عدل کرنے کا حکم دیا۔

(لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى)

سورہ المائدہ رکوع ۲ پارہ ۶

کسی قوم سے دُشمنی تم کو بے انصافی پر آمادہ نہ کرے۔ انصاف کرو وہ تقوے کے سب سے قریب ہے۔

عورت کمزور ہونے کی وجہ سے ہمیشہ مظلوم رہی۔ دُنیا کی کسی قوم نے کبھی اس کے فطری حقوق بھی نہیں دیئے۔ میری بعثت کے وقت اس کی کوئی وقعت نہیں تھی۔ عرب کے بعض قبائل اور ہند کے راجپوت اپنی لڑکیوں کو ان کے پیدا ہوتے ہی ہلاک کر دیتے تھے۔ اہلِ ہند اپنی بیوہ ماؤں۔ بہنوں اور بیٹیوں کو زندہ آگ میں جلاتے یا دفن کرتے تھے۔ جو سنگدل اپنوں پر بھی رحم نہ کریں وہ دوسروں کے ساتھ کیا بھلائی کر سکتے ہیں۔ میراث میں عورت کا کوئی حصّہ نہیں تھا۔ طلاق کا کوئی قانون نہیں تھا۔ اور ایک مرد لا تعداد عورتوں کو بھیڑ بکریوں کی طرح گھر میں رکھ سکتا تھا۔ مَیں نے ان مظالم کا انسداد کیا۔ بیٹی۔ بہن۔ بیوی اور ماں کی حیثیّت سے عورت کے جملہ حقوق کی تعیین کی اور نکاح و طلاق پر پابندیاں عاید کیں۔ مَیں نے بتایا کہ جنّت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔ اور لڑکیوں کی پرورش کرنے اور ان کا حق ادا کرنے والوں کو جنّت کی بشارت دی۔

غلامی کا عام رواج تھا۔ غلاموں پر جو زہرہ گداز مظالم توڑے جاتے تھے۔ ان کا بیان قلم اور زبان سے ناممکن ہے۔ ان کو گھاس پھونس سے بھی زیادہ حقیر سمجھا جاتا تھا۔ مَیں نے حکم دیا کہ غلاموں کو اپنی اولاد کی طرح سمجھو۔ جو خود کھاؤ اور پہنو وہی ان کو کھلاؤ اور پہناؤ۔ غلام کو آزاد کرنے کا بہت بڑا اجر مقرر کیا۔

مَیں نے معاشی ہمواری کا بھی انتظام کیا۔ زکوٰۃ۔ صدقات اور خیرات کے ذریعہ سے امیروں کے مال میں غریبوں کو حصہ دار بنا دیا۔ ایک شخص کے مرنے پر اس کی جائداد کئی وارثوں میں تقسیم ہو جاتی ہے سود اور قمار کو حرام کر دیا۔ سرمایہ دار اور مزدور کے درمیان توازن قائم کیا۔ تاجروں کو احتکار یعنی قیمتیں بڑھانے کے

لئے مال روکنے سے منع کیا - جو شخص چالیس دن غلّہ اس غرض سے روکتا ہے کہ قیمت بڑھ جائے اس پر خدا کی لعنت ہے۔ میری شریعت کی رو سے مسلمان اپنی جان اور مال کا مالک نہیں بلکہ امین ہے اور اس کو اختیار نہیں کہ ان سے جو کام چاہے لے - اپنے مال کو بیجا صرف کرنے والا شیطان کا بھائی ہے - اگر میری معاشی تعلیم پر عمل کیا جائے تو دولت چند سرمایہ داروں کے پاس رہنے کی بجائے دُنیا میں زیادہ سے زیادہ تقسیم ہو جائے - اور تمام اقتصادی مشکلات حل ہو جائیں -

میرا مقصد انسان کو صحیح معنی میں انسان بنانا تھا - اس لئے مَیں نے شراب اور تمام مسکرات کو حرام کر دیا - کیونکہ انسان عقل ہی کی وجہ سے دوسری مخلوقات سے افضل ہے - اور نشہ کی حالت میں وہ عقل سے محروم ہوکر انسان کہلانے کا مستحق نہیں رہتا -

میری بعثت کے وقت دنیا مذہبی رواداری سے نا آشنا تھی - مذہبی اختلاف کی بنا پر لڑائیاں ہوتی تھیں - جن میں خون کی ندیاں بہتی تھیں - میں نے اعلان کیا - (لَآ اِکْرَاهَ فِی الدِّیْنِ قَدْ تَّبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ) سورہ البقرہ رکوع ۳۴ پارہ ۳

دین میں کسی قسم کا جبر جائز نہیں ہے - کیونکہ ہدایت ضلالت سے الگ ہوکر واضح ہوگئی -

ایمان کا تعلق دل سے ہے اور جبر سے صرف زبان بند کی جا سکتی ہے - مگر دل کو مطمئن نہیں کیا جا سکتا اور جبر سے کسی کو مومن نہیں بلکہ منافق بنایا جا سکتا ہے۔ جس مذہب کی بنیاد دلائل و براہین پر نہیں ہوتی - وہ اپنی اشاعت کے لئے جبر کا رہینِ منّت ہوتا ہے - اسلام دینِ فطرت ہے - جو علم اور عقل کے بلند سے بلند معیار پر پورا اُترتا ہے - لہٰذا اس کو منوانے کے لئے جبر کی ضرورت نہیں ہے - چنانچہ مَیں نے اپنی زندگی میں کسی فرد کو اسلام قبول کرنے پر مجبور نہیں کیا - اور بہت سے کافروں کو کفر کی حالت میں معاف کیا اور ان سے ایمان لانے کا مطالبہ نہیں کیا - کیونکہ میرا اصول یہ تھا -

(فَمَنْ شَآءَ فَلْیُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْیَکْفُرْ)

سورہ الکہف رکوع ۴ پارہ ۱۵

تاریخ عالم میں میرے سوا کسی بانیِ مذہب پیغمبر - رشی یا اوتار کی شخصیّت مسلم الثبوت نہیں ہے - مَیں ہی ہوں - جس کا ایک ایک قول اور فعل پوری تفصیل اور سند کے ساتھ مُدوّن اور محفوظ ہے۔ یہ حیثیت دُنیا کے کسی اور انسان کو حاصل نہیں ہُوئی - دیگر بانیان مذاہب موہومات کی بھول بھلیّوں میں ایسے کھوئے ہوئے ہیں کہ ان کا وجود ہی مشتبہ ہوگیا - اور وہ افسانوں کے کردار بن کر رہ گئے - اس لئے ان کا اتباع ممکن نہیں ہے - دنیا مجھے کب پہچانے گی - اور آفتابِ ہدایت کو نظر انداز کرکے کب تک اندھیرے میں بھٹکتی رہے گی ؟

میری تعلیم و تربیت سے دُنیا کی کایا پلٹ ہوگئی - اور زمین اپنے رب کے نور سے جگمگانے لگی - دورِ جاہلیت ختم ہُوا وہی عرب جو کفر - شرک - جہالت - ضلالت اور فسق و فجور میں سب سے آگے تھے - توحید - ہدایت - علوم و فنون اور اخلاق فاضلہ میں دُنیا کے رہنما بن گئے - مَیں اللہ کی کتاب اور اپنا اسوۂ حسنہ دُنیا کو دے گیا جو قیامت تک ہر قسم کی دینی و دُنیوی فلاح و ترقی کا ذریعہ ہیں - ان پر عمل کئے بغیر کوئی قوم ترقی کے میدان میں ایک قدم نہیں اُٹھا سکتی - جو قومیں ترقی کر رہی ہیں - وہ خواہ زبان سے میری رسالت کا اقرار نہ کریں - بلکہ مخالفت کریں لیکن اپنی بہبودی کے لئے میرے اصول اختیار کرنے پر مجبور ہیں اور زبانِ حال سے میری عظمت کا اعتراف کرتی ہیں - یہ صرف نزاع لفظی ہے - افسوس ہے کہ میرا کلمہ پڑھنے والے اور مسلمان کہلانے والے میری تعلیم کو عملاً ترک کرکے پستی میں گرتے جا رہے ہیں -

مسلمان میری پیدائش کی یادگار منانے کے لئے محفلیں منعقد کرتے ہیں - جلوس نکالتے ہیں - نعتیہ مشاعرے کرتے ہیں - مجلسوں کی زیب و زینت اور روشنی پر پانی کی طرح روپیہ بہاتے ہیں - لیکن یہ سب کام رسمی اور سطحی ہیں جن سے ان کو اور اسلام کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا - کیا یہ روایت ان تک نہیں پہنچی کہ میدانِ حشر میں عذاب کے فرشتے ایک جماعت کو جہنّم کی طرف لئے جاتے ہونگے - ان کی فریاد سُن کر مَیں ان کی طرف متوجہ ہوں گا - اور فرشتوں کو حکم دوں گا - کہ ان کو چھوڑ دو کیونکہ یہ میرے اُمّتی ہیں - فرشتے جواب دیں گے کہ ان لوگوں نے شرک کیا اور دین میں بدعتیں جاری کیں - لہٰذا یہ آپ کے اُمّتی نہیں ہیں - اس پر مَیں ان لوگوں سے بیزار ہو جاؤں گا -

اس سے ثابت ہُوا کہ میری شفاعت کے مستحق وہی لوگ ہوں گے جو میرا صرف کلمہ پڑھنے پر اکتفا نہ کریں بلکہ میرے اسوۂ حسنہ کا اتّباع کرکے مجھ سے اپنی محبت کا عملی ثبوت دیں - کیونکہ مَیں اسی لئے مبعوث کیا گیا تھا کہ اللہ کے حکم سے میری اطاعت کی جائے -

(وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰہِ) سورہ النساء رکوع ۹ پارہ ۵

اور ہم ہر رسول کو صرف اس لئے بھیجتے ہیں کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے -

آج تم پر ہر جگہ مصائب و شدائد نازل ہو رہی ہیں - اس لئے تم کو ہر قدم پر یہ دیکھنے کی ضرورت ہے کہ تمہارا عمل کیا ہونا چاہئے - افسوس ہے کہ تم خوابِ غفلت سے بیدار نہیں ہوتے - اور مجھ سے فیصلہ نہیں چاہتے - حالانکہ قرآن تم کو جتاتا ہے کہ تم اُس وقت تک سچے مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ اپنے تمام معاملات میں میرے فیصلہ کو بطیبِ خاطر قبول نہ کر لو -

(فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۝)

سورہ النساء رکوع ۹ پارہ ۵

پس تیرے رب کی قسم یہ لوگ مومن نہیں ہوں گے جب تک کہ باہمی نزاع میں آپؐ کو حکم نہ بنائیں پھر آپ کے فیصلوں سے اپنے دلوں میں تنگی محسوس نہ کریں اور اسے خوشی سے تسلیم کرلیں -

میلاد منانے کا صحیح اور بہترین طریقہ یہی ہے کہ ہر معاملہ میں میرے فیصلہ کے سامنے خوشی سے سر جھکانے اور اس پر عمل کرنے کا تہیّہ کر لو - اس کے بعد نتیجہ خود تمہارے سامنے آ جائیگا -

(اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ)

سورہ آل عمران رکوع ۴ پارہ ۳

اگر تم اللہ سے محبّت کرتے ہو تو میرا اتّباع کرو - اللہ تم سے محبّت کرے گا

(لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَةٌ)

سورہ الاحزاب رکوع ۳

دُخترِ حرم

(از جناب خادم کیتھلی ہیڈ ماسٹر مدرسہ فاران بلدیہ ملتان)

جو دَور تیرے لئے ہو نہ خوشگوار و سعید
تو اُس میں عائشہؓ و فاطمہؓ کی کر تقلید

ہر ایک ذرّے میں تہذیب نو ہے جلوہ فگن
ہُوئی ہے سلسلۂ اہرمن کی پھر تجدید

جدھر بھی دیکھئے اِک رنگِ بے حجابی ہے
یہ شوق دیکھئے کس روزِ بد کی ہے تمہید

دل و نگاہ کی پاکیزگی کا ہے فقدان
مَیں واقعاتِ زمانہ پہ کیا کروں تنقید

ہر ایک بات میں ایمان سے ملیگا تضاد
ہر ایک شے میں ہے اسلام کے لئے تردید

جِسے بھی پائیے جُرم و گناہ میں مصروف
جِسے بھی دیکھئے اغراضِ نفس کا ہے مرید

نہیں کسی کو خیالِ حفاظتِ ناموس
نہیں کسی کو بھی خوفِ رسالت و توحید

بس اب تو فرض ترا دُخترِ حرم ہے یہی
ہو زندگی تری وابستۂ کلامِ مجید

بے شک تمہارے لئے اللہ کے رسولؐ میں ایک اچھا نمونہ ہے۔

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ هَوَاہُ تَبَعًا لِّمَاجِئْتُ بِہٖ رواہ البخاری

تم میں کوئی مومن نہیں ہو سکتا، جب تک کہ اس کی خواہش میری لائی ہُوئی تعلیم کے تابع نہ ہو جائے۔

آج اسلام کا صرف نام اور قرآن کا صرف نشان باقی رہ گیا ہے اور ان پر عمل مفقود ہے۔ یاد رکھو کہ زبانی دعویٰ جس پر عمل نہ ہو بے سود ہے۔

(وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَ بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِیْنَ ۝

سورہ البقرہ رکوع ۲ پارہ ۱

لوگوں میں ایسا شخص بھی ہے جو کہتا ہے کہ ہم اللہ اور آخری دن پر ایمان لائے حالانکہ وہ مومن نہیں ہیں۔

کیونکہ وہ ایمان کا دعوےٰ کرتے ہیں لیکن ان کے عمل سے ایمان کا اظہار نہیں ہوتا۔ جب تم ایمان کا دعوے کرتے ہو تو ایک بڑی ذمہ داری لیتے ہو جس کو پُورا کرنا تمہارا فرض ہے۔ تم اپنی بے عملی سے اسلام کو اور مجھے بدنام کرتے ہو۔ غیر مسلم تم کو دیکھ کر میری نسبت رائے قائم کرتے ہیں۔ تم کو چاہیئے کہ میرا نمونہ بن کر ان کے سامنے آؤ۔ کیونکہ عمل کے بغیر دوسرے پر اثر نہیں ڈالا جا سکتا۔ تمہارا عمل ایسا ہو کہ تم کو دیکھ کر لوگ کہیں کہ جب غلام ایسے ہیں تو آقا کس شان کا ہوگا۔

۷۸۶

یا صاحب الجمال و یا سید البشر
من وجہک المنیر لقد نور القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقہ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

ھو الحبیب

محبّتِ رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم

(از جناب ایم عبدالرحمن صاحب ضالودھیانوی بی اے بی ٹی پرنسپل عثمانیہ کالج شیخوپورہ)

کی محمدؐ سے وفا تونے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا، لوح و قلم تیرے ہیں

۱- قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ

(پ۳ ع ۱۱)

ترجمہ :- آپ فرما دیجئے کہ اگر تم خدا تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو تم لوگ میرا اتباع کرو- خدا تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگیں گے اور تمہارے سب گناہوں کو معاف کردیں گے-

قرآن کریم کا یہ خاص طرز ہے- کہ عموماً خوف کے ساتھ رجا (امید) اور رجا کے ساتھ خوف کا مضمون سناتا ہے- خدا سے ڈر کر اگر بُرائی چھوڑ دو گے- تو اُس کی مہربانی پھر تمہارا استقبال کرنے کو تیار ہے- نا امید ہونے کی کوئی وجہ نہیں آؤ تم کو ایسا دروازہ بتائیں جس سے داخل ہوکر مغفرت و رحمت کے پورے مستحق بلکہ خدا تعالیٰ کے محبوب بن سکتے ہو- دشمنانِ خدا کی موالات و محبت سے منع کرنے کے بعد خدا سے محبت کرنے کا معیار بتلاتے ہیں یعنی اگر دنیا میں آج کسی شخص کو اپنے مالک حقیقی کی محبت کا دعویٰ یا خیال ہو تو لازم ہے کہ اُس کو اتباعِ محمدیؐ کی کسوٹی پر کس کر دیکھ لے- سب کھرا کھوٹا معلوم ہو جائیگا جو شخص جس قدر حبیب خدا محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی راہ چلتا اور آپ کی لائی ہوئی روشنی کو مشعل راہ بناتا ہے اُسی قدر سمجھنا چاہئے کہ خدا کی محبت کے دعوے میں سچا اور کھرا ہے اور جتنا اُس دعویٰ میں سچا ہوگا اُتنا ہی حضورؐ کی پیروی میں مضبوط و مستعد پایا جائے گا۔ جس کا پھل یہ ملے گا کہ حق تعالیٰ اس سے محبت کرنے لگے گا- اور اللہ کی محبّت اور حضورؐ کی اتباع کی برکت سے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے- اور آیندہ طرح طرح کی ظاہری و باطنی مہربانیاں مبذول ہوں گی- گویا توحید وغیرہ کے بیان سے فارغ ہوکر یہاں سے نبوت کا بیان شروع کیا گیا اور پیغمبر آخرالزمان کی اطاعت کی دعوت دی گئی- یہود و نصاریٰ کہتے تھے- نَحْنُ اَبْنَاءُ اللّٰهِ وَاَحِبَّاؤُهٗ (ہم خدا کے بیٹے اور محبوب ہیں) یہاں بتلا دیا گیا کہ کافر کبھی خدا کا محبوب نہیں ہوسکتا اگر واقعی محبوب بننا چاہتے ہو تو اُس کے احکام کی تعمیل کرو- پیغمبر کا کہا مانو اور خدا کے سب سے بڑے محبوب کے نقشِ قدم پر چلے آؤ- رسولؐ کی اطاعت پر محبت کے منحصر کرنے سے یہ خیال پیدا ہوتا تھا کہ بندے بندے سب برابر ہیں- ان کی اطاعت کس لیے؟ اس کے جواب میں فرماتا ہے کہ خدا نے انکو برگزیدہ کرلیا ہے- جن میں سے اوّل برگزیدہ آدمؑ ہیں- پھر نوحؑ پھر ابراہیمؑ اور عمران کا خاندان موسیٰ و ہارون وغیرہ یہ خدا نہ تھے نہ فرشتے تھے آدمی تھے جو ایک دوسرے کی نسل سے تھے اور برگزیدگی اُس کے علم و حکمت پر منحصر ہے سلسلۂ نبوت قدیم سے چلا آتا ہے- اور نوح و ابراہیم علیہما السّلام بھی اسی طرح برگزیدہ تھے- قابل اطاعت تھے- یہ کوئی نئی بات نہیں اور یہ برگزیدگی خدا کے ساتھ اُن کا ارتباط خاص تھا- جس کے سبب وہ ان امور سے مطلع کئے جاتے تھے- جن سے تم نہیں کئے جاتے اس لیے ان اسرار کی تعلیم کے سبب وہ مقتدا قابل اطاعت تھے عقلی و عادی طور پر یہ بات ایک معمولی سا فہم رکھنے والے کو بھی معلوم ہے- کہ جو شخص کسی کی محبت کا دعوےٰ کرے تو اُس محبت کو اس محبوب کے ہر قول- فعل- حال کی دل، زبان اور اعضاء سے پیروی کرنی پڑتی ہے ورنہ عقلا کے نزدیک وہ کاذب ہے پس اسی طرح محبوب رب العالمین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم جن کو ذاتِ باری نے اپنی طرف سے منتخب و ممتاز بہ رسالت فرما کر ہماری ہدایت کے لیے مبعوث فرمایا- اور جنہوں نے اپنی عمر عزیز ہماری بہتری میں خرچ کی اُن کے لئے بھی بدیہی طور پر ہمارا فرض عین ہے کہ ہم اُن کی دل میں عظمت رکھیں زبان کو اُن کی نعت و مدح سے تر و تازگی دیں اور اعضاء و جوارح سے وہ اعمال کریں جن سے وہ راضی تھے جن کا وہ امر فرماتے تھے، اقرارِ رسالت سے ہرگز یہ مراد نہیں ہوسکتی کہ بس نفسِ رسالت کا قائل ہو اور باقی صاحبِ رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حرکات و سکنات، سُنن و آداب، اقوال و افعال و احوال سے کوئی تعلق نہ ہو- افسوس ان لوگوں نے حقیقت محمدیہ کو نہیں پہچانا اور نہ آپ کے کمالات و فضائل کا مطالعہ کیا ورنہ کیا مجال تھی کہ حبیب ربّ العالمین سے یہ دل و جان تو نہ لگاتے اور آپ کی شریعت کی غلامی کو فخر نہ سمجھتے-

۲- فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

(پ۵ ع ۶)

ترجمہ :- پھر قسم ہے آپ کے رب کی یہ لوگ ایماندار نہ ہونگے جب تک یہ بات نہ ہو کہ اُن کے آپس میں جو جھگڑا واقع ہو اُس میں یہ لوگ آپ سے تصفیہ کرائیں پھر آپ کے اس فیصلہ سے اپنے دلوں میں (انکار کی) تنگی نہ پائیں اور پورا پورا تسلیم کریں

اللہ تعالیٰ جس رسول کو اپنے بندوں کی طرف بھیجتا ہے سو اسی غرض کے لیے بھیجتا ہے کہ اللہ کے حکم کے موافق بندے اُن کے کہنے کو مانیں تو اب ضرور تھا کہ یہ لوگ رسولؐ کے ارشاد کو بلا تامل پہلے ہی سے دل و جان سے تسلیم کرتے اور اگر گناہ اور بُرا کرنے کے بعد بھی متنبّہ ہو جاتے اور اللہ سے معافی چاہتے اور رسول بھی ان کی معافی کی دعا کرتا تو پھر بھی حق تعالیٰ اُن کی توبہ قبول فرماتا- مگر انہوں نے تو یہ غضب کیا کہ اول تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے جو بعینہٖ اللہ تعالیٰ کا حکم تھا ہٹے اور بچے پھر جب اُس کا وبال اُن پر پڑا تو اب بھی متنبّہ اور تائب نہ ہوئے بلکہ جھوٹی قسمیں اور تاویلیں گھڑنے لگے۔

پھر ایسوں کی مغفرت ہو تو کیونکر ہو؟ منافق لوگ کس بیہودہ خیال میں ہیں اور اور کیسے بیہودہ حیلوں سے کام نکالنا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قسم کھا کر کہتے ہیں کہ جب تک یہ لوگ آپ کو اے رسول! اپنے تمام چھوٹے بڑے مالی، جانی نزاعات میں منصف اور حاکم نہ جان لیں گے کہ تمہارے فیصلہ اور حکم سے اُن کے جی میں کچھ تنگی اور ناراضگی نہ آنے پائے اور آپ کے ہر ایک حکم کو خوشی کے ساتھ دل سے قبول نہ کرلیں گے اُس وقت تک ہرگز اُن کو ایمان نصیب نہیں ہو سکتا اب جو کرنا ہو سوچ سمجھ کر کریں

۳۔ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ (پ۲۲ ع ۲)

ترجمہ:۔ اور کسی ایماندار مرد اور کسی ایماندار عورت کو گنجائش نہیں ہے۔ جب کہ اللہ اور اُس کا رسول کسی کام کا حکم دیدیں کہ پھر ان مؤمنین کو اس کام میں کوئی اختیار باقی رہے۔

کسی مؤمن مرد اور عورت کو اللہ اور رسول کے حکم دینے کے بعد یہ مجاز باقی نہیں رہتا کہ اُس کو عمل میں نہ لاوے اور جو اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے تو صریح گمراہی میں پڑتا ہے کیونکہ مرشدِ کامل اور ہادی برحق کے خلاف کرنا گمراہی میں پڑنا ہے یہ ایک عام حکم ہے اللہ اور رسول کی کسی بات میں نافرمانی اگر انکار کے طور پر ہے تو کفر ہے۔ اور اگر سستی یا خواہش نفسانی کی وجہ سے ہے فسق ہے

۴۔ وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا پ۵ ع ۱۴

ترجمہ:۔ اور جو شخص رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرے گا بعد اس کے کہ اس کو امر حق ظاہر ہو چکا تھا اور مسلمانوں کا راستہ چھوڑ کر دوسرے راستہ ہو لیا ہو تو ہم اس کو (دنیا میں) جو کچھ وہ کرتا ہے کر لینے دیں گے اور (آخرت میں) اس کو جہنم میں داخل کردینگے اور وہ بُری جگہ ہے جانے کی یہاں سے صاف ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت جو صرف نفسِ ذات ہی سے تعلق نہیں رکھتی بلکہ تمام اقوال و افعال سے جہنم میں لے جانیکا باعث ہے

یہاں تو اللہ تعالیٰ (کی مخالفت کا ذکر بھی نہیں گویا آپ کی مخالفت اللہ تعالیٰ کی مخالفت ہے اور آپ کی اطاعت عین اطاعت الٰہی ہے۔ جب کسی کو حق بات واضح ہو چکے پھر اُس کے بعد بھی رسولؐ کے حکم کی مخالفت کرے اور سب مسلمانوں کو چھوڑ کر اپنی جُدی راہ اختیار کرے تو اُس کا ٹھکانا جہنم ہے۔ اکابر علماء نے اس آیت سے یہ مسئلہ نکالا ہے۔ کہ اجماع امت کا مخالف اور منکر جہنمی ہے یعنی اجماع امت کو ماننا فرض ہے۔ حدیث میں وارد ہے۔ کہ اللہ کا ہاتھ مسلمانوں کی جماعت پر ہے جس نے جُدی راہ اختیار کی وہ دوزخ میں جا پڑا۔

محبت کے معنی شوق الی المحبوب۔ ایثار للمحبوب ہے۔ محبت صفت کمالِ انسانی ہے۔ محبوب وہ ہے جو فی الواقع اپنے کمالاتِ عُلیا کی وجہ سے محبت کیے جانے کے قابل ہو۔ محبت کے مدارج محبوب کے مدارج پر منحصر ہوتے ہیں۔

حدیث:۔ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ

ہر شخص کا حشر اُسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے۔ محبت ہی دل کی زندگی اور زندگی کی کامیابی ہے۔

ہاں وہ جن کے مُنہ میں خدا کا کلام ہونے کی خبر موسیٰؑ نے دی ہاں وہ جیسے مسیح نے روح الحق بتایا۔ ہاں وہ جس کی ہیبت و جلال سے داؤدؑ نے دشمنوں کو مرعوب بنایا کیا کوئی صاحب بصر۔ صاحب دل۔ ایسے محبوب۔ ایسے محمود۔ ایسے مصطفیٰ۔ ایسے محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم پر دل و جان سے فدا نہ ہوگا اور اس فدا ہونے کو اپنے لئے غایت شرف اور انتہائی کمال انسانیت نہ سمجھے گا۔

حدیث:۔ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ط

کوئی شخص تم میں سے مومن نہیں بن سکتا جب تک اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ماں باپ اور اولاد اور باقی سب اشخاص سے بڑھ کر محبت نہ ہو۔

آپ سب سے زیادہ سخی تھے عدل و انصاف کے دلدادہ تھے۔ اشجع الناس تھے مسکنت و تواضع آپ کی صفت لازم تھی۔

ابو ہریرہؓ کہتے ہیں۔ کہ حضور اکرمؐ نے ایک دکان سے پاجامہ خریدا۔ اٹھنے لگے تو دکاندار نے حضورؐ کے ہاتھ پر بوسہ دینا چاہا۔ حضورؐ نے ہاتھ کو جھٹ پیچھے ہٹا لیا۔ اور زبانِ مبارک سے فرمایا یہ تو عجمی لوگ اپنے بادشاہوں کے ساتھ کیا کرتے ہیں۔ میں بادشاہ نہیں ہوں۔ میں تم میں سے ایک ہوں۔

آپ بڑے شرمیلے۔ آپ بہت شفیق اور رؤف تھے۔ آپ کا زہد بے مثال تھا آپ کی صفتِ عفو و کرم کمال درجہ کی تھی۔ دلائل ابو نعیم میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتی ہیں اور آپ جبرئیلؑ سے حکایت فرماتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں تمام مشارق و مغارب میں پھرا۔ سو میں نے کوئی شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل نہیں دیکھا اور نہ کوئی خاندان بنی ہاشم سے افضل دیکھا۔ اور اس طرح طبرانی نے اوسط میں بیان کیا ہے۔ شیخ الاسلام حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں کہ آثار صحت اس حدیث کے صفحات پر نمایاں ہیں۔

آفاقہا گردیدہ ام مہر بتاں ورزیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

جو کوئی بھی ایسے محمدؐ۔ ایسے ستودہ ایسے محمود۔ ایسے وُجودِ باجود۔ ایسے مصطفیٰ ایسے برگزیدہ سے محبت نہیں کرتا۔ وہ فی الحقیقت ان جملہ اخلاق و صفات سے محبت نہیں رکھتا۔ آؤ ہم تو محبت کریں اور محبت کرنا اُن سے سیکھیں۔ جن کو اللہ تعالےٰ نے خود اپنے پیارے کی محبت و صحبت کے لئے چن لیا تھا۔

یہ یاد رکھنا چاہئے۔ کہ محبت ہی ادب و توقیر سکھاتی ہے اور محبت ہی اتباع اور اطاعت پر آمادہ کرتی ہے۔ تعظیم وہی تعظیم ہے۔ جس کا منشاء محبت ہو اور اکرام وہی اکرام ہے جس کا مبداء محبت ہو۔ عُروہ بن مسعود ثقفی سفیر کا بیان پیشتر از صلح حدیبیہ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرتے ہیں تو بقیہ آب وضو پر صحابہؓ یوں گرے پڑتے ہیں۔ کہ گویا ابھی لڑ پڑیں گے تعظیم کا یہ حال ہے کہ حضورؐ انور کی طرف آنکھ اُٹھا کر کبھی نہیں دیکھتے حضورؐ کوئی حکم فرماتے ہیں تو تعمیل حکم کے لئے سب دوڑ پڑتے ہیں اور جب حضورؐ کچھ بولتے ہیں تو سب خاموش ہو کر سنتے ہیں یہ سب کچھ دیکھ کر عُروہ نے

باقی صفحہ ۱۶ پر

مہرِ عفو و کرم

(از جناب ماسٹر رلا دین صاحب آهکر بی اے بی ٹی)

سیرت نبوی ؐ کا موضوع لاکھوں انوار کا حامل ہے - اگرچہ تمام انبیاء کرامؑ کی زندگی اپنے اپنے وقتوں میں بنی نوع انسان کے لئے رُشد و ہدایت کا ایک بے بدل نمونہ بنی رہی ہے - لیکن سیّد الاوّلین والآخرینؐ کی حیاتِ طیّبہ کا ہر لمحہ اپنی پاکیزگیوں کے لحاظ سے مکمل نمونہ ہے - آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی مبارک زندگی میں تمام پیغمبرانِ ماسبق کی عظمتوں کا ایک مجموعی جلوہ نظر آتا ہے - لہٰذا اسی حقیقت کی ترجمانی میں کوئی صاحبِ ذوق والہانہ انداز میں کہہ گیا ہے ؎

حُسنِ یوسف - دمِ عیسےٰ - یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

فخرِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی زندگی در اصل منشاءِ خداوندی کا ایک بے مثال نمونہ ہے - یہی وجہ ہے - کہ پروردگارِ عالم نے آپؐ کی نبوّت کو قیامت تک کے لئے عام کر دیا ہے - بالفاظِ دیگر سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی رسالت آفتاب تا یوم النشور اقوام و ادیان کے ہر گوشے پر چمکتا رہے گا - کیونکہ اس زندگی کا ہر لمحہ اسوۂ حسنہ کی صحیح ترجمانی کا ضامن ہے - اور اس میں خلیل اللہؑ کا مقامِ خُلّت - کلیم اللہ کا قُدسی تکلّم اور روح اللہ کا حلم و صفا جمع ہو کر رہ گیا ہے - الغرض اس کا ہر گوشہ حُسن و خوبی کا مظہر ہے - ہاں - ہاں اس کے ذرّوں میں صداقتوں کے آفتاب مضمر ہیں -

حقیقت تو یہ ہے کہ حضورؐ پُر نُور شافعِ یوم النشور انبیاء سابقین کی پیشگوئیوں کا ماحصل ہیں -

خیر ہم اس جامع صفات ہستی کی سیرت کا فقط ایک مختصر سا عنوان پیش کروں گا - اور یہ وہ عنوان ہے - جس کی برکات نے عرب کے جاہلوں کو عالم - رہزنوں کو پاسبان اور درندہ صفت لوگوں کو یتیموں اور بیواؤں کا خادم بنا دیا تھا -

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی تیرہ سالہ مکی زندگی مشکلات اور مصائب سے بھری ہوئی تھی - مشرکینِ مکّہ قدم قدم پر مخالفت کرتے تھے - یہود و نصاریٰ اپنے دین کی عظمت و برتری کا ڈنکا بجا رہے تھے - ایسے وقت میں مسلمانوں کی مختصر سی جماعت نہایت کس مپرسی کے عالم میں تھی جس کا زور چلتا تھا - اُن مسکین - غریب الدیار عشّاق کو دل کھول کر ستا لیتا تھا - لیکن پھر بھی جبرئیل امینؑ کی رات دن کی آمد میں خدا تعالےٰ کی طرف سے تاکید ہوتی تھی - کہ نہایت تحمّل سے تبلیغ کا کام جاری رکھئے - کفّارِ مکّہ کی انتہائی ستم زنیوں کے باوجود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی زندگی سراپا عفو و کرم تھی - گالیوں کا سلام سے جواب دیا جاتا تھا - اور پتھراؤ کے موقعہ پر بھی رشد و ہدایت کا کام جاری رکھا جاتا تھا -

عقل و خرد کے غلط فیصلے کہیں اس حالت کو بیچارگی سے تعبیر نہ کریں - کیونکہ اس صبر آزما ماحول میں در اصل منشاءِ الٰہی کی تکمیل اور حکمِ خداوندی کی تعمیل کا فریضہ ادا ہو رہا تھا - ورنہ طائف کے میدان میں جب آپؐ کی سیمیں پنڈلیوں سے خون بہہ کر آپؐ کے پاپوش مبارک میں جم رہا تھا - اور پھر بھی ظالموں کا بپھرا ہوا گروہ پتھر مار رہا تھا - تو ارض و سما کا ذرّہ ذرّہ منتظر تھا کہ اگر یہ خلاصۂ کائنات - فخرِ موجودات ان سفّاکوں کی تباہی و بربادی کے لئے بددعا فرمائیں - تو ہم بیک زبان آمین پکار اٹھیں - مگر ان کی حیرت کی کوئی حد نہ رہی جب اس محسنِ انسانیت کے زخمی لب ہلے تو سننے والوں نے سُنا - رَبِّ اِھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ (اے میرے پروردگار یہ تو میرے مقام کو جانتے نہیں ہیں - لہٰذا تو مجھے موقعہ دے - کہ میں ایک وسیع مدّت تک ان کو ہدایت کا پیغام دیتا رہوں -) غور فرمائیے کہ جنگِ اُحد کے خونی منظر میں زرہ کی کڑیاں آپؐ کے رُخساروں میں دھنس گئیں - دندانِ مُبارک شہید ہوئے - یاقوتی لبوں سے خون جاری تھا - مگر جب عرض کیا گیا - کہ یا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم - آپؐ ان دشمنانِ دین کے حق میں بددعا فرمائیں تو ارشاد ہوا - مجھے خالقِ ارض و سما نے رحمت بنا کر بھیجا ہے - میں ان کے لئے کیوں بددعا کروں -

انسان کی طبیعت کا تقاضا ہے کہ وہ موقعہ پا کر انتقام کے لئے تیار ہو جاتا ہے - بڑے سے بڑے صاحبِ حلم کو ستا کر دیکھئے تو آپ کو معلوم ہو جائے گا - کہ وہ بھی ردِّ عمل REACTION کے طور پر ضرور کچھ نہ کچھ جواب دے گا - مگر عبدیالیل جو میدانِ طائف میں شرپسندوں اور پتھر برسانے والوں کا سرگروہ تھا - جب مدینہ منورہ میں ایک وفد کے ساتھ حاضرِ خدمت ہوا تو اس کی پہچان کے باوجود ابرِ عفو و کرم قطراتِ رحمت برسانے سے باز نہ رہ سکا - کہ ان لوگوں کو میری مسجد میں جگہ دو - بلکہ ان کو اپنے مذہب کے مطابق عبادت کرنے کی اجازت ہے - کیونکہ میری مسجد میں رہنے کی صورت میں ان کے کان قرآن مجید کی آواز تو سنتے رہیں گے -

زمانہ بھر کے تاریخی شواہد مؤیّد ہیں - کہ جب کوئی سپہ سالار کسی شہر میں فاتحانہ انداز میں داخل ہوتا ہے تو ایک محشر سا بپا ہو جاتا ہے - کتنے سروں کو نیزوں پر کھینچا جاتا ہے - کتنی عورتیں بیوہ اور کتنے بچے یتیم رہ جاتے ہیں - اور کتنے آباد گھروں کو تاخت و تاراج کیا جاتا ہے - شاہی خاندان کا ایک ایک چشم و چراغ تہِ تیغ کیا جاتا ہے - اور شاہ پرستوں کی لاشیں چوراہوں پر لٹکائی جاتی ہیں - مگر چشمِ فلک نے فخرِ دو جہاں - روحِ دو عالم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو ایسے مکّہ مکرمہ میں داخل ہوتے دیکھا - جہاں آپؐ کو ہر موقعہ پر ستایا گیا تھا - جہاں آپؐ پر عین سجدے کی حالت میں اونٹ کا اوجھ ڈالا گیا تھا - جہاں آپؐ کے رستے میں کانٹے بچھائے گئے - اور آپؐ کے فرقِ اقدس پر کوڑا کرکٹ پھینکا جاتا تھا - حضرت بلالؓ اور حضرت خبابؓ کو کانٹوں کی مار پڑتی - گرم پتھر سینوں پر رکھے جاتے - رُخساروں اور پہلوؤں پر گرم سلاخوں کے داغ دیئے جاتے - اور دہکتے ہوئے انگاروں پر لٹایا جاتا - وہ مکّہ مکرمہ جس کی گلیوں میں ابھی تک پتھر کی وہ سلیں پڑی تھیں جو خادمانِ مصطفےٰؐ کے سینوں پر رکھی جاتی تھیں ہاں ہاں یہ سب تھا - مگر آج رحمۃ للعالمینؐ کا آفتاب عین سمت الراس پر تھا - آج عبد اللہ کا یتیم اور آمنہ کا لالؐ تاجدارِ عرب بن کر آ رہا تھا - مگر دیکھئے اور چشمِ تصوّرت ہی دیکھئے - اپنی مبارک گردن کو اپنی سواری

باقی صفحہ ۱۸ پر

بقیہ محبت رسولؐ صفحہ ۱۴ سے آگے

اپنی قوم سے آکر بیان کیا۔ تو لوگو میں نے کسریٰ کا دربار بھی دیکھا ہے اور قیصر کا دربار بھی دیکھا ہے۔ نجاشی کا دربار بھی دیکھا۔ مگر اصحاب محمدؐ جو تعظیم محمدؐ کی کرتے ہیں وہ تو کسی بادشاہ کو بھی اپنے دربار اور ملک میں حاصل نہیں۔

زید بن دثنہؓ کو کفار نے پکڑ لیا۔ اور قریش نے قتل کے لئے اُن سے خرید لیا تھا۔ جب ان کو سُولی دینے کے لئے لے چلے تو ابو سفیان بن حرب نے اُس سے کہا زیدا! تجھے خدا ہی کی قسم تم چاہتے ہو کہ محمدؐ کو پھانسی دیدی جاتی اور تم اتنا اپنے گھر آرام سے ہوتے۔ زید نے کہا خدا کی قسم میں تو یہ بھی نہیں چاہتا کہ میری رہائی کے بدلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پائے مبارک میں اپنے گھر کے اندر بھی ایک کانٹا لگے۔

ابو سفیان حیران رہ گیا اور یوں کہا کہ میں نے تو کسی کو بھی نہیں دیکھا جو دوسرے شخص سے ایسی محبت رکھتا ہو۔ جیسے کہ اصحاب محمدؐ کو محمدؐ سے ہے۔

ایک صحابی کا ذکر ہے۔ کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آتے تو حضورؐ ہی کی جانب تاک لگائے دیکھتے رہتے حضورؐ نے دریافت فرمایا یہ کیا بات ہے وہ بولے میں سمجھتا ہوں کہ دنیا ہی میں اس دیدار کی بہار لُوٹ لوں۔ آخرت میں حضورؐ کے مقام رفیعہ تک تو ہماری رسائی بھی نہ ہوگی۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی وَمَنْ يُّطِعِ اللهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللهُ عَلَيْهِمْ پ ۵ ع ۶

نبیؐ نے حدیث انسؓ میں صاف ہی فرما دیا مَنْ اَحَبَّنِيْ كَانَ مَعِيَ فِي الْجَنَّةِ جو کوئی مجھ سے محبت رکھتا ہے وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔ جس نے میری روش کو زندہ کیا اُس نے مجھ سے محبت کی۔

جنگ اُحد کا ذکر ہے۔ ایک عورت کا بیٹا۔ بھائی اور شوہر قتل ہو گئے تھے وہ مدینہ سے نکل کر میدان جنگ میں آئی۔ اُس نے پوچھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیسے ہیں؟ لوگوں نے کہا بحمدللہ وہ تو بخیریت ہیں جیسا کہ تو چاہتی ہے بولی نہیں۔ مجھے دکھا دو کہ حضورؐ کو دیکھ لوں۔ جب اُس کی نگاہ چہرہ مبارک پر پڑی تو وہ جوش دل سے بول اُٹھی آپ زندہ ہیں تو اب ہر مصیبت کی برداشت آسان ہے۔ كُلُّ مُصِيبَةٍ بَعْدَكَ جَلَلٌ۔

عبداللہ ابن اُبیّ رئیس المنافقین تھا اور اس کا فرزند عبداللہ صادقین میں سے اس نے نبیؐ سے گزارش کی "لَوْ شِئْتَ لَاَتَيْتُكَ بِرَاْسِهٖ" اگر حضورؐ چاہیں۔ تو میں اپنے باپ کا سر کاٹ کر لے آؤں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار فرما دیا

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح حدیبیہ کے موقعہ پر عثمان غنیؓ کو مکہ میں اپنا سفیر بنا کر بھیجا۔ قریش نے کہا کہ تم بیت الحرام میں آگئے ہو طواف تو کر لو۔ اُنہوں نے جواب دیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پیشتر میں کبھی طواف نہیں کروں گا۔

حضرت علیؓ مرتضیٰ سے کسی نے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمہاری محبت کیسی ہوتی ہے۔ فرمایا بخدا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو مال و اولاد، فرزند مادر سے زیادہ محبوب اور اُس سے زیادہ پیارے تھے جیسا ٹھنڈا پانی پیاسے کو ہوتا ہے۔

علی مرتضیٰؓ فرماتے ہیں جو کوئی یکایک حضورؐ کے سامنے آجاتا وہ دہل جاتا جو پہچان کر پاس آ بیٹھتا وہ شیدا ہو جاتا دیکھنے والا کہا کرتا کہ میں نے حضورؐ جیسا کوئی بھی اس سے پہلے یا پیچھے نہیں دیکھا

عمار ابن یاسرؓ کے پوتے نے ایک صحابیہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ دریافت کیا اُنہوں نے فرمایا اگر تو حضورؐ کو دیکھ لیتا تو سمجھتا کہ سورج نکل آیا۔ وہی چہرہ جس کے دیدار سے جابرؓ کی آنکھیں روشن ہوتی ہیں، عبداللہؓ ابن سلام کے قلب کو منوّر کرتا ہے۔ عبداللہؓ کہتے ہیں میں آپ کو دیکھنے گیا تھا۔ مجھے تو چہرہ نظر آتے ہی عرفان ہو گیا کہ جھوٹے میں یہ بات کہاں؟

صحابہؓ نے اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں وہ کام کئے جو ہزاروں سال تک اسلام کی صداقت اور صحابہ کے خلوص اور محبت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح معنی کا مفہوم ظاہر کرتے رہینگے مغیرہؓ کی روایت میں ہے کہ اگر کسی صحابی کو حضورؐ کے درِ دولت پر دستک کی بھی ضرورت پڑا کرتی تو وہ اپنے ناخنوں کے ساتھ دروازہ کو کھٹکھٹایا کرتا تھا۔

کوئی صحابی حضورؐ کے سامنے ایسی آواز سے نہ بولتا کہ اُس کی آواز حضورؐ کی آواز سے اُونچی ہوتی۔ اس ادب کی تعلیم خود خدائے برتر نے دی تھی۔ "لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ"

پس محبت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک علامت ہمارے لئے یہ ہے کہ حضورؐ کے کلام اور فرمودہ کی عزت ہمارے دل میں ہو۔ اور جب کوئی حکم صحیح طور پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جس کی اطاعت خدا نے ہم پر فرض کی ہے ہم کو ملجائے اُس وقت اُس کی قبولیت اور تعمیل میں ہم کو ذرا تامّل اور عذر باقی نہ رہے۔

محبت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک علامت یہ ہے آلِ نبی کے ساتھ سچے دل اور شفاف قلب سے محبت ہو۔

عمر فاروقؓ کے حال میں ہے کہ جب وہ صحابہؓ کے روزینے مقرر کرنے لگے تو اپنے فرزند عبداللہ بن عمرؓ کا روزینہ تین ہزار مقرر کیا اور اُسامہؓ بن زید کا تین ہزار پانسو سالانہ، عبداللہؓ نے کہا اُسامہؓ کو کونسی فضیلت حاصل ہے۔ وہ کسی غزوہ میں میری طرح حاضر نہیں رہا فاروقؓ نے کہا کہ اُس کا باپ تیرے باپ سے اور وہ خود مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ پیارے تھے اس لئے میں نے اپنے پیارے پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے کو ترجیح دی ہے

امامین شہیدین حسنین علیہما السلام اور ان کے اَبَوَیْن طَیِّبَیْن کی محبت عین محبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ان کے فضائل یاد رکھنا، بیان کرنا اور اُن کے اُسوۂ حسنہ پر عمل کرنا عین محبت نبوی ہے

مہاجرین و انصار رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے (جن کے اوصاف قرآن مجید و احادیث پاک میں بکثرت موجود ہیں) محبت رکھنا عین محبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُّحِبُّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ يُّقَرِّبُنَا اِلٰى حُبِّكَ

وَشَقَّ لَهٗ مِنَ اِسْمِهٖ لِيُجِلَّهٗ ـ فَذُوالْعَرْشِ مَحْمُوْدٌ وَّهٰذَا مُحَمَّدٌ

(حسان رض)

وہ دانائے سُبل ختم الرسل مولائے کُل جس نے غُبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیٔ سینا

(اقبال رح)

خُطباتِ نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام

فاروق ... ٹرسٹ ـ لاہور

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ـــ اَمَّا بَعْدُ ـ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۝۱ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝۲ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝۳ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝۴ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝۵ (سورۃ العلق ۹۶/۵)

ترجمہ: ۔ پڑھیئے اپنے رب کے نام سے جس نے سب کو پیدا کیا ـــ پیدا کیا انسان کو خون بستہ سے ـــ پڑھیئے ـــ اور آپ کا پروردگار سب سے بڑھ کر عزت و تکریم کا مالک ہے ـ اس نے انسان کو قلم سے سکھایا اور انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا (القرآن)

حضرات!

حضور سرورِ کونین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قبل از بعثت **غارِ حرا** میں عبادت الٰہی میں مصروف تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام وحی لے کر آئے اور حضور سے کہا **اِقْرَاْ** ـــ "پڑھیئے" آپ نے جواب دیا **مَا اَنَا بِقَارِیٍٔ** (میں پڑھا ہوا نہیں) حضرت جبرئیل نے آپ کو زور سے بھینچا اور اس طرح **تین** مرتبہ سوال و جواب کرنے کے بعد یہ پہلی چار آیتیں پڑھنے کے لئے کہا اور آپ نے ان آیات کو دُہرایا۔

یہ سب سے **پہلی وحی** اور **تبلیغ حق** پر مامور کئے جانے کا سب سے پہلا حکم ہے ـ حضرت مہاجر مکی نے تصریح فرمائی ہے کہ لفظ اقرأ کے ساتھ پہلی آیت میں اللہ کا نام اور اس کے خالق ہونے کا اعتراف ہے ـ دوسری آیت میں **کیفیت پیدائش** اور تیسری اور چوتھی آیات میں اللہ کی شانِ کبریائی کے ساتھ قلم کا ذکر ہے ـ پانچویں آیت میں **مَا لَمْ يَعْلَمْ** (وہ جس کا علم انسان کو نہیں) یعنی ایسے علوم کا ذکر ہے جو (اقرأ) تقریر اور (قلم) تحریر سے حاصل نہیں ہو سکتے ـــ گویا کہ ان پانچ مختصر آیات میں تعلیمات نبوی کے **تین اندازِ تبلیغ** و طریقے بیان ہوئے ہیں ـ تقریر، تحریر، اور اہل اللہ (اللہ والوں) کی صحبت اور روحانی کمالات سے فیض قلبی ـ

اسلام کی اشاعت کے لئے تینوں طریقے اختیار کرنے ضروری ہیں ـ ہمیں تقریر کے ذریعہ اللہ کے دین کو پھیلانا چاہئیے ہمیں تحریر یعنی اخبارات، کتب، رسائل اور ہر دوسرے ایسے طریقے سے تبلیغ کرنی چاہئیے جو قلم سے ممکن ہو ـ اس کے بعد دلوں کو بدلنے اور اسلام کو دلوں میں اُتارنے کے لئے اللہ والوں کی صحبت اور ان پاکباز انسانوں کے فیضِ روحانی سے بھی استفادہ ضروری ہے جو خدا کے رنگ میں رنگے ہوئے ہوں ـــ

حضور پُر نور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنی **تبلیغ کا آغاز تقریر** (خطبہ) سے فرمایا ـ آپ کے تقریر کرنے کا طریقہ یہ تھا: ـ

خطبہ دینے کا انداز:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم زمین یا منبر پر کھڑے ہو کر یا اُونٹ پر سوار ہو کر خطبہ دیا کرتے تھے ـ خطبہ کے وقت چہرہ پُر جلال ہوتا اور آواز میں ایسا جوش ہوتا جس سے معلوم ہوتا کہ گویا کوئی جرنیل اپنی فوج کو خطاب کر رہا ہے ـ

"آپ ابتدا تشہد سے فرماتے اور خطبہ کو استغفار پر ختم فرماتے **جمعہ اور عیدین** کے لئے تو خطبات کا ہونا ضروری تھا لیکن ان کے علاوہ بھی جب **ضرورت** ہوتی حضور خطبہ ارشاد فرماتے اور اس میں وقتی ضروریات اور مصالح کو بیان فرماتے"

ـــ (زاد المعاد ابن قیم جلد ۱ صفحہ ۴۹)

"خُطبات مختصر ہوتے اور حضور فرمایا کرتے ـــ عقلمندی یہ ہے کہ خُطبہ مختصر ہو اور ـــ نماز طویل ہو"

(طبرانی جلد ۳ صفحہ ۲۱۹)

جمعہ اور عیدین کے **خُطبات** بھی آج کل کی طرح مقرر نہ تھے بلکہ جیسی ضرورت ہوتی اس کے مطابق حضور خطبہ ارشاد فرماتے ـــ خطبہ میں قرآن حکیم کی آیات ضرور ہوتیں خطبہ کے وقت چہرۂ مبارک سُرخ ہوتا اور اکثر آنکھیں آسمان کی طرف رہتیں خُطبہ دیتے وقت ہاتھ میں کبھی عصا ہوتا اور کبھی کمان ـــ تقریر کے درمیان حضور کبھی کبھی ٹیک بھی لگا لیا کرتے تھے"

(زاد المعاد جلد ۱ صفحہ ۴۹)

اثر پذیری:

حضور کی تقریر کا لفظ لفظ **فصاحت** کی جان اور ہر جملہ **بلاغت** اور اثر کی روح ہوا کرتا تھا ـ حضور خود فرمایا کرتے تھے ـــ میں عرب میں فصیح ترین ہوں اور فرمایا کہ مجھے **جامع کلمات** دے کر بھیجا گیا ہوں ـــ عموماً خطبات میں جوش آجاتا اور جب یہ کیفیت طاری ہوتی تو بدن مبارک جھوم جھوم جاتا اور ہاتھوں کو اس زور سے حرکت دیتے کہ بچھونے ... کی آواز سُنائی دیتی ـ **اصلی خطبات** کا دور مدینہ منورہ سے شروع ہوا کیونکہ مکہ مکرمہ میں سکون حاصل نہ تھا اس لئے مکہ کے خطبات بے حد مختصر ہیں اور دو چار کلمات پر مشتمل ہیں ـ

مدینہ کا پہلا خُطبہ

ا ـــ مدینہ میں جو سب سے پہلا خطبہ آپ نے ارشاد فرمایا اس کا ایک حصہ یہ ہے : ـ

حمد و ثنا کے بعد ـــ اے لوگو! تم ... لئے اپنا سامان کر رکھو ـ تم عنقریب معلوم کر لو گے جب تم اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھو گے اور اپنی ... منہ موڑ بیٹھو گے جس کا کوئی نگہبان نہ ہو گا ـــ خدا اور اس کے بندے کے درمیان نہ کوئی سفیر ہو گا نہ واسطہ اور نہ دربان جو اسے روک کے ـــ اللہ تعالیٰ اس کو کہے گا"

کیا میرا پیغمبر تمہارے پاس نہیں آیا؟

کیا میں نے تم کو دولت نہیں دی تھی اور ضرورت سے زیادہ عطا نہیں کیا تھا؟ تو بتا تُو نے ... کیا سامان کر رکھا تھا؟ ـــ

اس وقت بندہ اپنے دائیں دیکھے گا ... کچھ نظر نہ آئے گا اور اس کے سامنے سوائے جہنم کے اور کوئی چیز نہ ہو گی ـــ پس جس کو طاقت ہو وہ اپنے آپ کو آگ سے بچائے اگرچہ ایک کھجور کے ٹکڑے سے ہی کیوں نہ ہو ـــ اور کوئی اس سے بھی معذور ہو تو اچھی اور خوش اخلاقی کی بات ہی کہے ـ ایک نیکی کا بدلہ دس گنا سے لے کر سات سو گنا ... [illegible]

تم پر خدا کی سلامتی ... اور اس کی رحمت ...

سیرۃ النبی ... [illegible]

مسلمانوں کے حقوق اور ... [illegible]

حضور نے فرمایا: ـ

"لوگو! ... کیا کرو ـ دھوکہ ... بغض نہ رکھا کرو ـ ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کی کوشش نہ کیا کرو ـ ایک دوسرے کی بولی پر بولی (تجارت میں) نہ دیا کرو ـ اللہ کے بندو! آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ ـ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے ـ ... ظلم نہ کرے ـ نہ اسے رُسوا کرے ـ نہ جھٹلائے ... کرے ـ یہی تقویٰ ہے ـــ

ـــ پھر آپ نے تین بار اپنے سینہ ... کی طرف اشارہ فرمایا ـــ

باقی صفحہ ۱۸ پر

عفو و کرم بقیہ صفحہ ۱۵ سے آگے

سے نیچے جھکائے ہوئے زبان پر حمد و ثنا جاری تھی - اور تمام مکہ مکرمہ میں اعلان کروایا گیا - لاتثریب علیکم الیوم (آج کے دن کسی پر کوئی مواخذہ نہیں ہے) جو کعبہ میں داخل ہو جائے اس کو بھی امن ہے - جو اپنے دروازے کو بند کر لے اس کو بھی امن ہے - جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے اُس کو بھی امن ہے - جو ہتھیار ڈال دے اُس کو بھی امن ہے - الغرض بعد ازاں مکہ معظمہ کے وہ لوگ سامنے آئے جو ابوجہل کے اشاروں پر پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی رشک قدسیاں جماعت پر رات دن ظلم ڈھاتے تھے - اس موقعہ پر انسانیت کے محسن اعظم نے پیغمبرانہ شفقت سے مسکرا کر سب کو معاف کر دیا - جو بھی آتا اُسے معاف کیا جاتا - شدہ شدہ وہ شخص بھی آیا جس نے حضرت زینب رضؓ کو نیزہ مار کر اُن کا حمل گرا دیا تھا - اور وہ وہیں شہید ہو گئی تھیں - جائیے - میں نے آپ کو معاف کر دیا - اسی دوران میں فرمایا کہ میرے مہربان چچا جی حضرت حمزہ رضؓ کے قاتل حبشی نامی غلام کو بھی معاف کیا جاتا ہے - مگر وہ میرے سامنے نہ آئے - کیونکہ اس کو دیکھ کر میرے دل کو ٹھیس لگتی ہے -

معزز حضرات ! یہی وہ حسن سلوک تھا - یہی وہ مروت کشیاں تھیں - اور یہی وہ عفو و کرم کی بارشیں تھیں - جن کا یہ اثر تھا کہ مُلکوں کے خوش نصیب لوگ باہر سے آتے - حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہ کر دین سیکھتے - بغیر چٹائی کے زمین پر سوتے - بھوک کے مارے پتھر پیٹوں پر باندھتے - لیکن اُن کے قلوب و ارواح سے یہ آواز نکلتی تھی -

(ساجن سے جُدا ہو کر جینا کوئی جینا ہے ؟
لہٰذا وہ در مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر اور کہیں نہیں جاتے تھے -

عبداللہ بن اُبی بن سلول نے اسلام کی بیخ کنی میں ایڑی چوٹی کا زور صرف کیا - مگر آقائے عفو و کرم نے اپنی رحمت باری کا وہاں بھی ثبوت پیش کیا - اُس کی عیادت کے لئے خود تشریف لے گئے - اُس کے حلق میں اپنی مبارک لعاب دہن ڈالا - جب وہ مر گیا تو اُس کے کفن کے لئے اپنا وہ کرتا جو کئی دنوں سے انوارِ نبوت سے مستنیر ہو رہا تھا بھیجا -

خیر یہ عفو و کرم کی چند ایک مثالیں تھیں - جو آپ کے سامنے پیش کی گئیں

ورنہ سیرت کا مطالعہ کرنے والوں پر روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ آقائے مدنی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زندگی کا ہر لمحہ ہزاروں کیا لاکھوں عفو و کرم کی تجلیات سے منوّر ہے -

اے تو مجموعہ خوبی بچہ نامت خوانم "

بقیہ بچوں کا صفحہ (۱۹ سے آگے)

لگائے وہ اس کا سچا اور حقیقی خیر خواہ ہوتا ہے ورنہ پھر مطلبی یار گنا جائے گا - لو بھئی اب تم نے جھوٹ کے خلاف آپ اور دوستوں میں اس کے عملی مظاہرے کرنے ہوں گے تاکہ بڑے ہو کر تم اسلام کے کہنہ مشق اور جھوٹ سے نفرت کرنے والے اور اس دنیا فانی کو حقیر جاننے والے اور سچ سے عشق کرنے والے کھرے اور خالص مبلّغ بن سکو جو کہ مسلمان جوان کا ایک اہم فریضہ ہے - اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ سب کو سچے راستوں پر چلنے کی اور ہمیشہ سچ بات کہنے کی ہمّت و توفیق بخشیں - آمین - لو بھئی خدا حافظ مجھ عاصی کے لئے دعا کرنا کہ اللہ تعالیٰ ایمان کی سلامتی عطا فرمائے -

بقیہ شذرات صفحہ ۳ سے آگے

شریعت کی نگاہ میں خریدنے اور فروخت کرنے والے دونوں مجرم ہیں - اگر دونوں میں سے ایک اس گناہ سے توبہ کرے - تو یہ خرید و فروخت بند ہوسکتی ہے قارئین کرام کو چاہئے کہ خود بھی اس گناہ سے بچیں اور دوسرے مسلمانوں کو بھی بچائیں - لیکن اگر یہ جرم برابر جاری رہے - تو جمہوریہ اسلامیہ پاکستان کی حکومت کو اس طرف توجہ دینی چاہئے - اور مذہبی پرچوں کی خرید و فروخت قانوناً جرم قرار دے دینی چاہئے - پاکستان کے آئین کا بھی یہی تقاضا ہے کہ مسلمان کتاب و سنت کی تنظیم کریں -

بقیہ خطبات صفحہ ۷ سے آگے

الدین کے لئے عزت اور برائی ہے
... مانی ہے نہ [illegible] بھائی کو [illegible] کرے ہر
مسلمان کا مسلمان پر [illegible] اور مال حرام ہے
یعنی صحیح مسلم ج ۲

اسی باب میں فرمایا -

" جس کسی نے مسلمان کی تکلیف کو دفع کیا خدا اس کی قیامت کی تکلیفوں کو دفع کرے گا جس نے کسی تنگدست کی مدد کی خدا دنیا اور آخرت میں اس کی مدد کرے گا -
جس نے کسی مسلمان کے عیب کو چھپایا خدا اس کے عیوب کو دنیا اور آخرت میں چھپائے گا -
اللہ اپنے بندے کی مدد میں رہتا ہے - جو شخص طلب علم کے لئے نکلتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے اور جب کوئی قوم اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں اللہ کی کتاب پڑھتے اور آپس میں درس کے لئے جمع ہوتی تو اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی رحمت سے ڈھانپ لیا اور فرشتے [illegible] اور خدا نے ان کا ذکر اپنے یہاں کیا - آگاہ رہو جس کا عمل اس کو آگے نہ بڑھا سکا اس کا نسب اس کے کبھی کام نہ آئے گا "

صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۴۰

سُنّتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اس خطبہ کو ہم قاضی عیاض رحؒ کی کتاب الشفاء میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کردہ اس حدیث پر ختم کرتے ہیں - جس میں سرور کونین نے اپنا طریقہ (سنّت) بیان فرمایا ہے - اس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی وہ مشترہ اخلاق و بیان واضح [illegible] جو ایک مسلمان کی زندگی میں [illegible] دینی اور دنیوی ترقی کے لئے سنگِ نشان [illegible] ہیں - یہ حدیث اس قابل ہے کہ ہر مسلمان اس کو یاد کرے اور حرزِ جان بنائے -

ترجمہ حدیث یہ ہے

[illegible] رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے سوال کیا حضور کی سنت (طریقہ) کیا ہے ؟

فرمایا - معرفت میرا راس المال ہے - عقل میرے دین کی اصل ہے - محبت میری بنیاد ہے - شوق میری سواری ہے - ذکر الٰہی میرا انیس ہے - اعتماد میرا خزانہ ہے - حزن میرا رفیق ہے - علم میرا ہتھیار ہے - صبر میرا لباس ہے - رضا میری غنیمت ہے - عجز میرا فخر ہے - [illegible] ہے - یقین میری قوت ہے - صدق میرا [illegible] [illegible] دل میرا [illegible] میرا خلق ہے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز ہے -

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین -

بچوں کا صفحہ

سچ کا بول بالا۔ جھوٹ کا مُنہ کالا

(از جناب ایم۔اے خیال صاحب کاشر)

عزیزو اور معصوم بھائیو! احادیث سے ثابت ہے کہ جھوٹ کبائر گناہ میں سے ہے۔ جھوٹ ایک بدی ہے اور بدی کرنا شیطانی فعل ہے اور شیطان جہنّم کی دعوت دیتا ہے۔ اس کے بالمقابل سچ بولنا ایک نیکی ہے۔ اور یہ نجاتِ اُخروی کا ٹھیک راستہ ہے اور سیدھا جنّت میں لے جاتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کی خوشنودی کا عین باعث ہے۔ اس لئے ہمیشہ سچ بولا کرو۔ اور حق تعالےٰ کی حمایت اور طرفداری کرکے اپنے ایمان کی مضبوطی کا ثبوت دیا کرو۔ اور کسی حالت میں بھی تمہارا قدم باطل کی حمایت میں ڈگمگا نہ جائے۔ ورنہ یاد رکھو اللہ اور اُس کا رسولؐ تم سے رُوٹھ جائیں گے۔ اور پھر تمہارے لئے نجات کی کوئی راہ نہ ہوگی۔ اور تمہاری اور ہماری سب مسلمانوں کی نجات اسی میں ہے کہ ہم اللہ اور اس کے رسولؐ کا دامن مضبوطی سے تھامے رہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ عزیزو! تم سے اچھی اچھی مٹھائیاں اور نئے نئے کپڑے چھن جائیں جن کو تم بہت عزیز رکھتے ہو تو اب ذرا ایک شریر لڑکے کا قصّہ سُن لو۔ جس نے جھوٹ بول کر اپنے والد کو اور خدا کو دھوکا دینا چاہا مگر ہُوا اس کے اُلٹ وہ خود ہی بیچارہ دھوکا کھا گیا۔ اس لئے کہ سچ کا بول بالا ہوتا ہے اور ہمیشہ جھُوٹ کا منہ کالا ہی ہُوا کرتا ہے۔

لو بھئی اب ایک چھوٹی سی کہانی بھی اس ضمن میں شروع کرتا ہوں۔ ایک لڑکے کے والد بزرگوار جو اس لڑکے کی حقیقت سے غافل تھے۔ اور اس کو اچّھا شریف خیال کرتے تھے۔ لیکن اصل میں وُہ لڑکا تھا بہت منافق قسم کا یعنی وہ اپنی گانٹھ کا پکا تھا۔ گھر والوں سے حساب کچھ اس طرح کرتا تھا کہ اصل بات تک معاملہ جاتا ہی نہ تھا۔ اور معاملہ ٹھیک تھا۔ اچھا تو اس کے باپ نے اس لڑکے کو بازار سے ۲ آنے کا مٹی کا تیل لانے کے لئے کہا۔ لڑکے نے فوراً بوتل اٹھائی اور بازار کی طرف چل نکلا۔ راستے میں جو حلوائی کی دُکان پر نظر پڑی تو ایمان ثابت نہ رہا۔ اور قدم ڈگمگا گئے۔ بغیر سوچے سمجھے اپنی تدبیر پر عمل کر دیا اور اپنی تدبیر کا انجام دکھائی نہ دیا کیا وہ کتنا خوفناک تھا۔ دو آنے کی مٹھائی خریدی اور خوب مزے سے کھائی اب تدبیر یہ کی ہوئی تھی کہ مٹی کے تیل کی بجائے سرکاری نل سے بوتل کو پانی سے بھر دُونگا۔ مٹھائی کھانے کی وجہ سے عقل بھی ماری گئی تھی کہ بھئی بھلا مٹی کے تیل اور پانی میں کیا نسبت۔ خیر بوتل کو پانی سے بھر کر خوشی خوشی گھر پہنچے۔ بوتل والد کے ہاتھ میں تھمائی اور خود نیچے لڑکوں کے ساتھ کھیل میں مصروف ہوگئے۔ جیسے کچھ ہونے والا ہی نہیں۔ والد صاحب نے لالٹین میں تیل ڈالا۔ بتّی کو ٹھیک کیا اور تقریباً نصف کے قریب ماچس پھونک ڈالی۔ مگر لالٹین کوئی جادو کی تو تھی ہی نہیں جو پانی سے جل جاتی وہ نہ جلی آخر میں سمجھ آئی کہ کہیں تیل میں تو خرابی نہیں۔ جب پتہ چل گیا کہ واقعی تیل کی جگہ پانی بھرا پڑا ہے۔ تو برخوردار کو آواز دی جو فاتحانہ انداز میں اپنی کرتوت کو اپنے ہمجولیوں میں کھیل کے بعد بڑے فخر سے سُنا رہے تھے کہ بھئی واہ! ہمارے والدین بھی کیسے بھولے بھالے ہیں۔ کہ ہر مرتبہ ہم سے دھوکہ کھا جاتے ہیں۔ لیکن بھئی آج تو آخر سارے پول کھل گئے۔ ابّا کی آواز سُن کر حواس باختہ ہو گئے۔ ایک رنگ آتا اور ایک جاتا تھا۔ ڈرتے کانپتے ابّا کے پاس گئے۔ ابّا پہلی ہی نظر میں واقعہ کی تہ تک پہنچ گئے۔ کہ نورِ چشم نے آج جشن اُڑایا ہے۔ اب برخوردار نے جھُوٹ میں زیادہ ہلاکت دیکھی تو ابّا کے سمجھانے پر کہ بھئی جھُوٹ مت بولنا۔ سچ عرض کرنا۔ ورنہ خیر نہیں۔ سچ سچ ساری بات بیان کر دی۔ بس پھر کیا تھا۔ ابّا نے وہ مرمت کی کہ برخوردار کو نانی یاد آ گئی۔ اور آئندہ کے لئے ایسے کاموں سے ہمیشہ کے لئے معافی مانگی۔ اور جھوٹ سے تا عمر کنارہ کشی اختیار کرلی۔ کہ جھوٹ بولنے کی سزا آخر آج تو مل ہی گئی۔ اور سزا بھی سخت ملی۔ کہ پھر کتنے روز بستر پر آرام فرمایا۔ اور آئندہ کے لئے ایسی زحمت والی چیز سے نصیحت پکڑی اور وہ لڑکا پھر تمام عمر کبھی نہ جھوٹ بولا۔ اور ایک کامیاب اور اللہ کی بتائی ہوئی راہ پر چلا۔ لو بھئی کہانی ختم۔

لو بھئی ننّھے بھائیو! کہانی تو آپ نے سُن لی بھئی کہانی مزیدار ہے نا۔ لیکن انجام بہت ہی اچھا ہے۔ کہ اس برخوردار نے بھی آئندہ کے لئے جھُوٹ سے واقعی خلاصی پالی۔ اور اللہ تعالےٰ نے اس کو ہدایت بخشی۔ اور ایک دفعہ ہی کی پیٹائی سے اس کی دُنیا اور دین دونوں ہی سنور گئے۔ لو بھئی تم ہر کام کرنے سے پہلے ہی اس کے انجام پر خوب غور و خوض کیا کرو۔ تاکہ بعد میں رسوا نہ ہونا پڑے۔ اور پھر یاد رکھو کہ آخرت کی رسوائی تمام رسوائیوں سے زیادہ بُری ہوگی۔ لہٰذا بھئی تم اس برخوردار (جس نے دو آنے کی مٹھائی کی خاطر جھوٹ بول کر وقتی طور پر اپنے والد کو ناحق پریشان کیا۔ اور بعد میں پیٹائی بھی خوب کھائی) کی طرح نہ کرنا بلکہ اگر ایسا کام اگر تم سے بشری تقاضے سے ہو ہی گیا ہے تو کوئی بات نہیں فوراً سچ سچ گھر والوں کو بتا دیا کرو تاکہ انہیں پریشانی نہ ہو۔ اور پھر ان کو تمہاری کرتوت پر غُصّہ بھی نہ آئے گا۔ اور تمہیں آئندہ کے لئے نصیحت کر دیں گے۔ اگر تم بھی اب تک اس برخوردار کی طرح گھر والوں کو جھُوٹ بول کر دھوکے دیتے رہے ہو تو اب آج سے وعدہ کرلو کہ ہم اس طرح جھوٹ بول کر خواہ مخواہ اپنا دین محض حقیر سی شے کے عوض برباد نہ کریں گے۔ اور دوسرے اپنے ساتھیوں کو بھی اس بد عادت سے چھُڑانا ہے۔ اس لئے کہ صحیح دوست وہ ہوتا ہے۔ جو اس کو بُرے راستوں سے ہٹا کر اللہ کے پسندیدہ راستوں کی طرف

باقی صفحہ ۱۸ پر

رجسٹرڈ ایل
نمبر ۶۰۴۷

منظور شدہ
محکمہ جات تعلیم و جیل
مغربی پاکستان

شرح چندہ
سالانہ بارہ روپے ✻ ششماہی سات روپے
سہ ماہی تین روپے آٹھ آنے

ایڈیٹر
عبدالمنان
چوہان

پنجاب پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر رسالہ خدام الدین شیرانوالہ گیٹ سے شائع ہوا